ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

بانی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۲۳ محرم الحرام ۱۴۰۵ھ

۱۹ اکتوبر ۱۹۸۴ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین لاہور

اَحَادِیثُ الرَّسُول صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ و تشریح — حضرت مولانا احمد علی قدس سرہٗ

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ یَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ (متفق علیہ)

انسؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو یہ دعا پڑھتے۔ اے اللہ! جنوں کے خبیث مردوں اور عورتوں کے شر سے بچنے کے لئے تیری پناہ میں آتا ہوں۔

تشریح: خُبُثٌ، خَبِیْثٌ کی اور خَبَائِثٌ، خَبِیْثَۃٌ کی جمع ہے۔ خُبُثٌ سے مراد شیطانوں کے مرد اور خَبَائِث سے مراد شیطانوں کی عورتیں ہیں۔ (فتح الباری)

یہ دعا بیت الخلاء میں قدم رکھنے سے پہلے پڑھی جائے۔ تاکہ شیاطین اس کی شرمگاہ سے کوئی ناشائستہ حرکت نہ کریں۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّأَ فَلْیَسْتَنْثِرْ وَمَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْیُوْتِرْ۔ (متفق علیہ)

ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص وضو کرے تو ناک جھاڑے اور جو ڈھیلوں سے استنجا کرے تو طاق استعمال کرے۔

تشریح: ناک جھاڑے تاکہ اندر جو رینٹھ ہو وہ خارج ہو جائے اور طبیعت صاف ہو کر نماز کی طرف متوجہ ہو۔ علاوہ اس کے بعض حدیثوں میں آتا ہے کیونکہ شیطان انسان کی ناک کے بانسہ پر رات گزارتا ہے۔ دوسری حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ طاق ہے اور طاق کو پسند فرماتا ہے۔ لہٰذا یہاں بھی طاق عدد ہی کو شارع نے پسند فرمایا۔

عَنْ حُذَیْفَۃَؓ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ لِلتَّھَجُّدِ مِنَ اللَّیْلِ یَشُوْصُ فَاہُ بِالسِّوَاکِ (متفق علیہ)

حذیفہؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو تہجد کے لئے اٹھتے تو اپنے منہ کو مسواک سے صاف کرتے۔

تشریح: بعض روایتوں میں آیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر مجھے اپنی امّت کی تکلیف کا خطرہ نہ ہوتا تو ہر نماز کے وقت اُن پر مسواک کرنا لازم کر دیتا اور یہ بھی آیا ہے کہ مسواک والی نماز کا درجہ ستّر گنا بڑھ جاتا ہے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم دن یا رات کو جب بھی سو کر اٹھتے تو وضو سے پہلے ضرور مسواک کرتے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اسْتَیْقَظَ اَحَدُکُمْ مِّنْ نَّوْمِہٖ فَلَا یَغْمِسْ یَدَہٗ فِی الْاِنَاءِ حَتّٰی یَغْسِلَھَا ثَلٰثًا فَاِنَّہٗ لَا یَدْرِیْ اَیْنَ بَاتَتْ یَدُہٗ۔ (متفق علیہ)

ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص سو کر اٹھے تو برتن میں ہاتھ نہ ڈالے جب تک تین بار ہاتھ نہ دھو ڈالے۔ کیونکہ اسے معلوم نہیں کہ رات کو اس کا ہاتھ کہاں رہا۔

تشریح: پانی کے کھلے برتن میں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ خدّام الدین لاہور

جلد ۳۰ شمارہ ۱۵

رئیس الادارہ
حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہٗ

مجلس ادارت
مولانا محمد اجمل قادری
عبدالرشید انصاری
ظہیر میر ایڈووکیٹ
انتظار حسین اسعد قادری

بدل اشتراک

فی کاپی: -/۲ روپے

پاکستان میں بذریعہ ڈاک
سالانہ ۵۲ شمارے -/۸۰ روپے
ششماہی ۲۶ شمارے -/۴۵ روپے

نقطۂ نظر

سامراج کا آخری نشان

تحفظ ختم نبوت کانفرنس ربوہ کی اختتامی عظیم الشان نشست سے خطاب کرتے ہوئے حضرت اقدس مولانا عبید اللہ انور مدظلہٗ نے فرمایا کہ مرزائی ہمارے ملک میں سامراج کی آخری نشانی ہیں۔ یہ اسرائیلی ایجنٹ ہیں جو برطانوی استعمار کے اشارے پر کام کر رہے ہیں۔ مولانا نے فرمایا آج ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلمان متحد و متفق ہو کر اس فتنہ کا سدِّباب کریں۔ حضرت نے فرمایا کہ مسلمانوں کو سب سے زیادہ نقصان باہمی افتراق و انتشار سے پہنچا ہے۔ مولانا نے زور دے کر فرمایا کہ ان بیرونی سامراج کے ایجنٹوں کے [illegible] سینہ سپر ہو جانا چاہئے تاکہ مسلم دشمن عناصر کی [illegible]کوبی کی جا سکے۔

حضرت کے مذکورہ بالا الفاظ ہر مسلمان کے لئے حرزِ جاں ہیں۔ مسلمانوں کی دو سو سالہ تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ انہوں نے اپنی متحدہ کوشش سے اس سامراج کو بوریا بستر سمیٹنے پر مجبور کر دیا جس کی سلطنت میں سورج غروب نہیں ہوتا تھا۔ ان اکابرین کی جدوجہد اور قربانیوں کا ثمرہ ہے کہ آج برطانوی استعمار خود اپنے میں بے چین و بے کس ہے لیکن چونکہ انگریز بڑا لعین اور عیّار ہے۔ اس لئے اس نے کمال ہوشیاری اور عیّاری سے کام لے کر قوتوں کو منتشر اور متفکر کرنے کے لئے اسلام کے دل پاکستان میں قادیانی گروہ کو پروان چڑھایا اور عرب دنیا کے وسط میں اسرائیل کی بنیاد رکھی — یہ

ناشر: مولانا عبید اللہ انور ● مقام: اندرون شیرانوالہ گیٹ لاہور ● مطبع: شرکت پرنٹنگ پریس لاہور



دِل کی تاریکیاں اللہ کے ذِکر سے دُور کرو

اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ صبح و شام کی قید کے بغیر اس کا ذکر لاتعداد و بے شمار ہو۔

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :

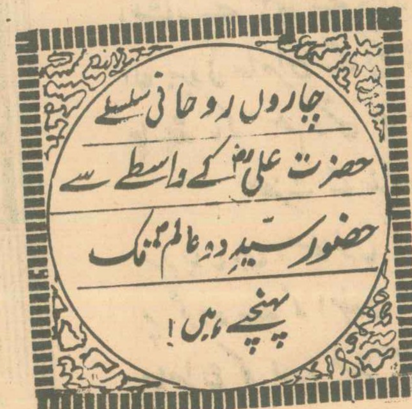
یَا اَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اذۡکُرُوا اللّٰہَ ذِکۡرًا کَثِیۡرًا ۝ وَّسَبِّحُوۡہُ بُکۡرَۃً وَّاَصِیۡلًا ۝

(سورہ احزاب)

ترجمہ : اے ایمان والو! اللہ کو بہت یاد کیا کرو اور صبح و شام اس کی پاکی بیان کرو۔

اللہ تعالیٰ مالک و منعم حقیقی ہے۔ ہر چیز اس کی ہے ہر نعمت اس نے پیدا کی ہے اور ہر مخلوق اللہ تعالیٰ کے احسانات سے ہر وقت فیض یاب ہو رہی ہے۔ اس کائنات کا ذرّہ ذرّہ اپنے مالک و رب کی حمد و ثنا بیان کرتا ہے۔ مشیت ایزدی نے چاند سورج ستاروں، سیاروں، دریاؤں، ہواؤں، جنگلوں، صحراؤں، سمندروں اور پہاڑوں کے لئے جو ضابطے اور اصول مقرر کر دئے ہیں سب اپنی اپنی ڈیوٹی پر لگے ہوتے ہیں۔ ہر مخلوق اپنے خالق و مالک رب العٰلمین کے حکموں پر عمل کر رہی ہے۔

؏ ابر و باد و مہ و خورشید ہمہ در کارند



انسان جو اشرف المخلوقات ہے جسے اللہ نے اَحۡسَنِ تَقۡوِیۡم میں پیدا کیا ہے۔ اس کی ذمہ داریاں اور فرائض بھی اس کے مرتبے اور منصب کے لحاظ سے دیگر مخلوقات سے ممتاز اور بلند و بالا ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بزرگی و پاکی بیان کرنے کے ساتھ ساتھ کائنات میں اللہ تعالیٰ کی حاکمیت قائم کرنے اور اس کے حکموں کو نافذ و جاری کرنے کے لئے جد و جہد کرنا انسان کے اولین فرائض ہیں۔ ابن آدم کو چاہیئے کہ اپنے رب کی عظمت و کبریائی کے ذکر و بیان سے اپنے تاریک دل کو روشن کرے اور پھر اس نور کی قندیلوں کو جہان بھر میں جگہ جگہ روشن کرنے کی کوشش کرے۔

حضرت مدنیؒ کا ارشاد

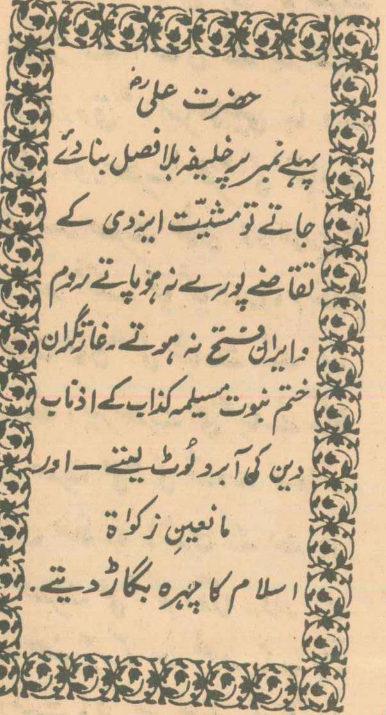
شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک ارشاد اس وقت مَیں آپ حضرات کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت مدنیؒ نے سورۂ احزاب کی ان آیات کے حکم کہ "اے ایمان والو! اللہ کو بہت یاد کیا کرو اور صبح و شام اس کی پاکی بیان کرو" کی تشریح کے ضمن میں ارشاد فرمایا "اللہ تعالیٰ کا منشاء یہ ہے کہ اس کا ذکر بے تعداد ہو، شب و روز کی قید نہیں، صبح و شام کی قید نہیں، طہارت غیر طہارت کی قید نہیں (کیونکہ ذکر کا اصل مقام انسان کا دل ہے) کپڑے نئے یا پھٹے پرانے ہونے کا سوال نہیں' مطلب یہ ہے کہ ہر وقت ہر لحظہ اور ہر ایک حالت میں اللہ کے ذکر میں لگے رہو اور اس راہِ عمل میں انسان کے عزم و اعتراف حق کی زبان یہ کہے کہ ؎

بناؤں گا اپنے نفس سرکش کو یارب غلام تیرا
مَیں چھوڑ کر کاروبار سارے کرونگا ہر وقت کام تیرا
کیا کرونگا بس الٰہی مَیں ذکر ہی صبح و شام تیرا
جماؤنگا دل میں یاد تیری رٹونگا دن رات نام تیرا

اللہ تعالیٰ کی حقیقی بندگی اور اس کی عبادت کا حق یہی ہے کہ انسان اپنی ساری چاہتوں اور خواہشوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی پر قربان کر دے۔

حضرت علیؓ کا واقعہ

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ مشہور عالم ہے کہ جب ان کے چہرۂ اقدس پر تھوکا گیا تو انہوں نے تلوار کی زد میں آئے ہوئے کافر کو چھوڑ دیا اور فرمایا کہ مَیں تو اللہ کے حکم کی تعمیل میں اس کی رضا حاصل کرنے کے لیۓ قتل کر رہا تھا مگر اب غصہ آنے کے بعد



قتل کرتا تو اپنے لیۓ کرتا۔ یہ ہے نفس سرکش کو اپنے رب کا غلام بنا دینا۔ حضرت علیؓ کی پرورش و تربیت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمائی تھی وہ چچا زاد بھائی بھی تھے اور داماد بھی، ان کے قلب کا تزکیہ اللہ کے نبیؐ نے کیا تھا ان کے دل میں ہر وقت اللہ کی یاد اور اللہ کا ذکر رہتا تھا۔ چاروں روحانی سلسلے چشتی سہروردی، قادری اور نقشبندی حضرت علیؓ کے واسطے سے سیّدِ دو عالم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتے ہیں یہ حضرت علیؓ کی خصوصیّت اور عظمت شان ہے۔

حضرت ابوبکر صدّیقؓ کا مقام

جہاں تک فرق مراتب کا تعلق ہے اس میں بہرحال حضرت ابوبکرؓ افضل البشر بعد الانبیاء ہیں۔ حضور نبی کریمؐ نے اپنی دنیوی حیات مبارکہ میں حضرت ابوبکرؓ کو خود اپنے مصلّٰے پر کھڑا کیا اور سترہ نمازیں حضرت ابوبکرؓ کے پیچھے ادا فرمائی ہیں۔ اس لئے یہ فیصلہ تو اسی وقت ہو گیا تھا کہ سیّد الانبیاء کے جانشین اور خلافت ظاہری و باطنی کے پہلے نمبر پر بلافصل مستحق سیدنا ابوبکرؓ ہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ نبی کریمؐ کا ہر عمل اور ارشاد اللہ تعالیٰ کے حکم سے تھا۔ حضرت ابوبکرؓ کو اپنے مصلّے پر کھڑا کرنا، حضور اکرمؐ کا حضرت ابوبکرؓ کے پیچھے نمازیں ادا فرمانا، اور لوگوں کو حضرت ابوبکرؓ کی امامت میں نمازیں پڑھنے کا حکم دینا سب اللہ تعالیٰ کے حکم سے تھا

یعنی حضرت ابوبکرؓ کی امامت و خلافت اللہ کی مشیّت اور نبی کریمؐ کی مرضی اور چاہت تھی اور صحابہ کرامؓ کی طرف سے حضرت ابوبکرؓ کو پہلا خلیفہ بنانا، حضورؐ کا جانشین مقرر کرنا اور ان کے دستِ حق پرست بیعت کرنا اللہ تعالےٰ کے حکم اور حضورؐ کی مرضی کی تعمیل تھی۔ اس لئے حضرت ابوبکر صدیقؓ پر اعتراض و الزام اللہ تعالےٰ، حضور اکرمؐ اور تمام صحابہؓ پر الزام و اعتراض قرار پائے گا۔ کوئی سچا مسلمان اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔

خلیفہ راشد نہیں خلفاء راشدین

حضرت ابوبکرؓ سب سے پہلے ان کے بعد حضرت عمرؓ کا اور ان کے بعد حضرت عثمانؓ کا اور ان کے بعد حضرت علیؓ کا خلیفہ اور امیر المومنین بنایا جانا اس لئے مقدر ہو چکا تھا کہ یہ چاروں جلیل القدر اصحابِ رسول خلافت و امامت کی خوبیوں کے مالک اور مستحق تھے۔ ضروری تھا کہ قیامت تک آنے والی نسل انسانی کے سامنے نبوت کے تربیت یافتگان کی ایک جماعت کو بطور نمونہ پیش کر دیا جاتا۔ حق داروں کو حق مل جاتا اور متلاشیانِ حق ان تابندہ ستاروں کو آسمانِ ہدایت پر جگمگاتے دیکھ کر منزلِ حق کی طرف ہمیشہ گامزن رہتے۔

بعض لوگوں کے خیال کے مطابق اگر حضرت علیؓ پہلے نمبر پر خلیفہ بلافصل بنا دیے جاتے تو اس سے یہ نقصان ہوتا کہ امامت و خلافت کے تین حق داروں کو ان کا حق نہ ملتا اور فرق مراتب واضح نہ ہوتا۔ اب تو یہ ہوا کہ حضرت ابوبکرؓ کے انتقال کے بعد حضرت عمر فاروقؓ امیر المومنین بنا دئے گئے۔ اور حضرت عمرؓ کی شہادت کے بعد حضرت عثمان ذوالنورینؓ کو خلیفہ منتخب کیا گیا اور امام مظلوم حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد چوتھے امیر حضرت علیؓ بنائے گئے اور حضرت علیؓ کی شہادت کا واقعہ تینوں خلفائے راشدین کے بعد ہوا اگر حضرت علیؓ کو اوّل روز ہی سے حضورؐ کے بعد خلیفہ بنا دیا جاتا تو امت باقی تین خلفاء کی قائدانہ فیض رسانیوں سے محروم رہتی اور دنیا "خلفاء راشدین" نہ کہتی بلکہ صرف خلیفہ راشد ہی کہتی۔ امت کی فلاح و بہبود اور اسلام کی ترقی کے جو جو کام اللہ تعالےٰ نے خلفاء راشدین کی جماعت سے لینے تھے ان کے لئے ضروری تھا ان چاروں حضرات کو باری باری منصب خلافت سونپا جاتا اور اس کے لئے ترتیب یہی ممکن تھی جو عمل میں آئی۔ اگر حضرت ابوبکرؓ کو سب سے پہلے، حضرت عمرؓ کو ان کے بعد، حضرت عثمانؓ کو حضرت علیؓ سے پہلے اور حضرت علیؓ کو تینوں اصحاب کے بعد چوتھے خلیفہ اور امیر نہ بنایا جاتا اور یہ ترتیب نہ ہوتی تو مشیت ایزدی کے تقاضے پورے نہ ہوتے غارتگرانِ ختمِ نبوت اذناب مسیلمہ کذاب دین کی آبرو لوٹ لیتے، مانعین زکوٰۃ اسلام کا چہرہ بگاڑ دیتے، روم و ایران فتح نہ ہوتے۔ حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد جب حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ نہ ہوتے تو دنیا کہتی کہ مسلمانوں کے پاس بس ایک ہی آدمی تھا اور نبوّت کے مدرسہ میں صرف ایک ہی آدمی تیار ہو سکا۔ اس لئے خلافت و امامت کے بارے میں صحابہؓ کے سارے فیصلوں کو صحیح فیصلے اور اللہ تعالےٰ کی حکمتِ بالغہ سمجھ کر دل و جان سے قبول کرنا ہی ایمان کی سلامتی کی ضمانت اور عقل و فکر کے مطابق ہے۔

اس موضوع پر تفصیلات کا یہ موقعہ نہیں۔ بہرکیف ذکر اللہ کی

(باقی ۱۴ پر)

جامع القرآن | پیکر صدق و حیا | ذو النورین | امیر المومنین

سیدنا امام مظلوم عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

لوگو! آج کے بعد عثمان کو یاد کروگے لیکن عثمان تمہیں نصیب نہ ہوگا

تحریر: اقبال احمد صدیقی

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ کی شخصیت بلند سیرت مثالی جود و سخا بدرجہ کمال کردار صالح اور پاکیزہ ان کے اوصاف حمیدہ کو بیان کرنا گویا محال اور کسی اہل قلم کی دسترس سے باہر، لیکن یوم شہادت ۱۸ ذی الحجہ کی نسبت سے اس مجموعہ صفات سے متعلق چند باتیں چند پہلو یہاں پیش کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا۔

"ہر نبی کے کچھ رفیق ہوتے ہیں اور میرے رفیق جنت میں عثمانؓ ہیں۔"

(روایت حضرت طلحہ بن عبیداللہؓ بحوالہ ترمذی)

یہی نہیں مسند احمد میں مذکور ہے" حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہؓ سے روایت ہے کہ جس وقت حضورؐ غزوہ تبوک کا سامان کر رہے تھے حضرت عثمانؓ ایک ہزار اشرفیاں آستین میں رکھ کر حضورؐ کے پاس آئے اور اشرفیاں آپ کی گود میں ڈال دیں۔ حضورؐ ان اشرفیوں کو اپنی گود میں اُلٹتے پلٹتے تھے اور فرماتے تھے کہ عثمان کو اب کچھ نقصان نہیں ہو سکتا آج کے بعد جو چاہیں کریں، دو مرتبہ یہی فرمایا۔"

صحیح بخاری میں حضرت انسؓ کی روایت منقول ہے کہ۔

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز احد پہاڑ پر چڑھے اور آپ کے ساتھ حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ تھے۔ پہاڑ ہلنے لگا تو آپؐ نے اپنے پاؤں سے اسے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اے احد ٹھہر جا تیرے اوپر ایک نبیؐ ہے ایک صدیق ہے اور دو شہید ہیں۔ ظاہر ہوا کہ منصب شہادت حضرت عثمان غنیؓ کے مقدر میں ازل سے پوشیدہ تھا۔ یہی نہیں ان کا نام نامی ۱۴۔ اوّلین مسلمانوں اور عشرہ مبشرہ میں شامل ہے۔ یہ کتنی بڑی سعادت ہے کہ آقائے دو جہاں سرکار مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگر حضرت عثمانؓ کے عقد میں آئیں۔ حتیٰ کہ سرور کائناتؐ کے قول کے مطابق ذوالنورین کہلائے۔ اور بحیثیت صحابی رفیق خاص اور بطور داماد رسولؐ ہمیشہ آقائے دو عالم کی خوشنودی اور طمانیت قلب کا سبب بنے رہے۔ تاریخی حوالوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ غزوہ بدر کے علاوہ کفر و اسلام کے درمیان لڑے جانے والے معرکوں میں شریک رہے لیکن ایسا کبھی نہیں ہوا کہ دشمن کی مزاحمت اور سرکوبی کے لئے منظم ہونے والی مہم کے دوران عطیات کی عام اپیل پر انہوں نے مال و دولت، اثاثہ و املاک حضور اکرمؐ کی خدمت میں لا ڈالنے میں ذرہ بھر پس و پیش کی ہو۔ ایسا بھی ہوا کہ جو کچھ گھر میں بصورت مال و دولت موجود تھا وہ سب ہی اٹھا لائے

جب حضور نے ان سے دریافت کیا کہ گھر میں کچھ چھوڑ آئے ہو تو نہایت اطمینان اور صبر و توکل سے فرمایا کہ میرے لئے اللہ کے رسولؐ کی ذات ہی بہت کافی ہے۔ مدینہ منورہ میں بیر معونہ کنواں خرید کر انہوں نے عام ضرورت مندوں کے لئے وقف کر دیا یہی نہیں نبی اکرمؐ کے فرمانے پر مسجد نبویؐ کی توسیع کے لئے زمین خرید کر پیش کی تاریخ کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ ان کے عہد خلافت میں مملکت اسلامیہ کی حدود و مراکش الجزائر، لیبیا، پاکستان (جہاں اب واقع ہے) افغانستان، روس، ہندوستان اور بحیرۂ روم کے جزائر تک وسیع ہو گئی تھی۔ چنانچہ رومیوں سے مقابلہ ہوا اور مسلمان فتح یاب رہے۔ ۱۸ ذی الحجہ ۳۵ھ ان کے عہد خلافت کا آخری دن تھا جب یہ شمع اسلام مسلمانوں کے خلاف تخریب کاروں کی ایک سازش کے تحت ہمیشہ کے لئے گل ہو گئی۔ مدینہ منورہ کے تاریخی قبرستان جنت البقیع میں دفن کئے گئے جلیل القدر صحابی رسولؐ

سیدنا عثمان بن عفان یکم محرم ۲۴ھ کو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد امیر المومنین منتخب ہوئے تھے اس طرح یکم محرم اور ۱۸ ذی الحجہ دونوں سیدنا عثمانؓ کی حیات مبارک کی اہم تاریخیں ہیں۔ وقت کتنے رنگ بدلتا ہے اور کس کس متوقع اور غیر متوقع اور مرحلے سے گزرتا ہے۔ یہ جان لینا اور سمجھ لینا ہر کسی کے بس کی بات نہیں۔ انسان کیا سوچتا ہے۔ مشیت ایزدی کو کیا منظور ہوتا ہے پتہ چلتا ہے کہ انسان کی دسترس میں صرف تدبیر اور کوشش ہے نتیجہ صرف ذاتِ باری تعالیٰ کو معلوم اور اس کے قبضہ و اختیار میں ہے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کے عہد خلافت میں جو علاقے قلمرو ئے (لیبیا) برقہ، الجزائر، وسط ایشیا میں افغانستان، خراسان اور ترکستان کے بعض حصے، بحیرہ اسود اور بحیرۂ کیپسین کے درمیانی خطے، آرمینہ اور آذربائیجان فتح کئے گئے۔ بلاشبہ ایشائے کوچک کا ایک بڑا حصہ ان کے زمانے میں مسخر کر کے شامل کیا گیا، مزید یہ کہ حضرت عثمان غنیؓ ہی کے عہدِ خلافت میں حضرت معاویہؓ نے مسلمانوں کا پہلا بحری بیڑا تیار کر کے رومی افواج کو بار بار شکست دی۔ اور جزیرہ قبرص بالآخر فتح کر لیا جو مملکت اسلامی کا ایک حصہ قرار پایا۔

حضرت عثمان کے والد تجارت پیشہ تھے اس لئے شروع ہی سے ان کے گھرانے میں مال و دولت کی کمی نہ تھی۔ جب والد کا انتقال ہوا تو ترکہ میں بھی بہت سی دولت اور املاک

"اگر میری اور بیٹی ہوتی تو میں اس کا نکاح بھی عثمانؓ سے کر دیتا۔"

تاریخ گواہ ہے کہ عثمانؓ نازک سے نازک وقت میں حضور اکرمؐ اور ان کے لائے ہوئے پیغام اسلام کا ساتھ چھوڑنے والے نہ تھے، نہ وہ دین کی نصرت کے حصول میں کسی ایثار میں دوسروں سے پیچھے رہے۔ وہ پورے علاقے کے بہت ہی بڑے تاجر تھے لیکن تجارت کیلئے سرمایہ درکار ہوتا ہے۔ ان کا یہ عالم تھا کہ اگر وہ حضورؐ کی ایما پاتے تو پہلی دفعہ میں اپنا سب کچھ نثار کر دیتے، جب وقت آیا تو انہوں نے ایسا ہی کر دکھایا۔

۹ھ کے واقعات میں ملتا ہے کہ رومیوں نے عربوں پر ایک بڑے حملے کی تیاری شروع کی، مسلمانوں کو۔ اپنی مدافعت کیلئے

حضرت عثمانؓ کی شہادت درد انگیز اور تاریخ اسلام کا ایک ناقابلِ فراموش خونین ورق ہے!

اسلام میں شامل ہوئے تھے یا ان پر مسلمانوں کا اقتدار مستحکم ہوا تھا۔ حضرت عثمان غنیؓ کے عہد میں مزید توسیع ہوئی۔ حضرت عثمان غنیؓ نے نہ صرف دین مبین اسلام کی بلکہ اسلامی مملکت کی بے پناہ خدمت کی اور وہ اس کے مستحق ہرگز نہ تھے کہ کوئی ان کے خلاف تلوار اٹھاتا اور اللہ یا اللہ کے رسولؐ نے انہیں جنت کی جو بشارت دی تھی۔ ان کی فضیلت، بزرگی، شرم و حیا اور ایثار کی تصدیق کی تھی، ان کے منصب کی توہین کا ارتکاب کیا جاتا۔

اندازہ کیجئے کہ ممالک محروسہ کا دائرہ عہدِ عثمانیؓ میں کتنا وسیع ہوا۔ افریقہ میں طرابلس

ملی۔ پورا نام عثمان بن عفان بن ابوالعاص بن اُمیہ جبکہ والدہ کا۔ نام اروی بنتِ کریز بن ربیعہ تھا جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی چچی اُم حکیم بیضا کی صاحبزادی تھیں۔ اس سے حضور اکرمؐ سے سیدنا حضرت عثمان کے کئی کئی رشتے، قرابتیں اور نسبتیں ملتی ہیں۔ پھر یہ کہ جب حضورؐ کی صاحبزادی سیدہ رقیہؓ رحلت پاگئیں تو آقائے دوجہان نے اپنی دوسری صاحبزادی اُم کلثومؓ حضرت عثمانؓ کے عقد میں دیدیں۔ اس طرح حضرت عثمانؓ کو دو مرتبہ رسول اللہؐ کی دامادی کا شرف حاصل ہوا، ذوالنورین کہلائے۔ سوئے اتفاق کہ سیدہ اُم کلثوم بھی انتقال کر گئیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

تمام وسائل کو یکجا کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی اتفاق سے ان دنوں مسلمانوں کی مالی حالت آسودگی کی نہ تھی بہرحال حضور اکرمؐ نے صحابہ کرامؓ سے سامان جنگ (کیلئے سرمایہ) اکٹھا کرنے کی اپیل کی۔ یہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے جنہوں نے ایک تہائی فوج کے مجموعی اخراجات خود برداشت کرنے کی ذمہ داری قبول کر لی۔ ایک ہزار اونٹ ستر گھوڑے اور سامان رسد کیلئے ایک ہزار دینار، یہ تھا عطیۂ عثمانؓ۔ آقائے دوجہان سیدنا عثمانؓ کا یہ جذبہ ایثار دیکھکر فرمایا۔

"آج کے بعد عثمانؓ کا کوئی عمل ان کو نقصان پہنچائے گا۔"

ترمذی و نسائی کی روایات منقولہ کا خلاصہ ظاہر کرتا ہے کہ حضرت عثمانؓ کا جب خلیفہ سوم کی حیثیت سے باغیوں نے محاصرہ کیا تو سیدنا ذوالنورینؓ اور باغیوں کے درمیان کئی مرتبہ مباحثہ ہوا۔ اور سیدنا عثمان غنیؓ نے انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنی رفاقت کے کئی واقعات یاد دلائے۔ اور دین کے لئے اپنی خدمات کا ذکر کیا۔ باغیوں کے پاس ان حقائق کو جھٹلانے کا کوئی جواز تھا نہ جواب۔ لیکن وہ اپنی فتنہ پردازی پر جمے رہے۔

حضرت ثمامہ بن حذیفہ قشیریؓ کہتے ہیں کہ۔

"میں عثمانؓ کے گھر میں اس وقت حاضر ہوا جبکہ باغیوں نے اس کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ حضرت عثمانؓ گھر کے اندر سے کوٹھے پر آئے۔ اور نیچے جھانک کر ان لوگوں سے جو ان کو قتل کرنا چاہتے تھے۔ مخاطب ہوئے۔

"میں خدا اور اسلام کا واسطہ دیکر تم سے دریافت کرتا ہوں۔ کہ یہ بات تو تم کو معلوم ہوگی کہ جب رسول اللہ صلعم ہجرت کر کے مدینہ میں تشریف لائے اس وقت مدینہ میں رومہ کے کنوئیں کے سوا میٹھے پانی کا کوئی کنواں نہ تھا۔ رسول اللہؐ نے اسوقت فرمایا: کون شخص ہے جو کہ رومہ کے کنویں کو خرید لے اور اپنے ڈول کو مسلمانوں کے ڈول کے ساتھ کنویں میں ڈالے (یعنی پھر اس کو وقف کر دے) اس ثواب کے بدلے میں جو خریدنے والے کو جنت میں ملیگا میں نے اس کنویں کو اپنے خالص اور ذاتی مال سے خرید کیا۔ اور آج تم مجھ کو اس کنویں کا پانی پینے سے روکتے ہو۔ لوگوں نے کہا ہاں۔ ہم جانتے ہیں۔ اے اللہ! ہم اس سے واقف ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا تم کو خدا اور رسولؐ کا واسطہ دلا کر پوچھتا ہوں کیا تم کو معلوم ہے کہ جب مدینہ کی مسجد نمازیوں کی زیادتی کے باعث تنگ ہوگئی تو رسول اللہ صلعم نے فرمایا کون شخص ہے جو فلاں شخص کی اولاد کی زمین کو خرید لے اور مسجد میں اس زمین کو شامل کر کے مسجد میں وسعت پیدا کر دے۔ میں نے اس زمین کو اپنے خالص اور ذاتی مال سے خرید کیا۔ (اور مسجد میں شامل کر دیا) آج تم مجھ کو اس مسجد میں دو رکعت نماز پڑھنے سے روکتے ہو۔ لوگوں نے کہا۔ ہاں اے اللہ! ہم اس سے واقف ہیں پھر عثمانؓ نے فرمایا۔ "میں تم سے بحق خدا اور اسلام دریافت کرتا ہوں کیا تم اس سے آگاہ ہو کہ میں نے جیش عسرہ کے سامان کو اپنے مال سے درست کیا۔ لوگوں نے کہا۔ اے اللہ ہم اس سے واقف ہیں۔

اس موقع پر حضرت عثمانؓ نے مکہ کی پہاڑی رپر رسول اللہ صلعم کی پیش گوئی کا ذکر بھی کیا۔ جس میں (سیدنا عثمانؓ اور سیدنا عمر فاروقؓ) کی شہادت کی پیش گوئی فرمائی تھی۔ لوگوں نے جب اس واقعہ کی بھی تصدیق کی تو حضرت عثمان غنیؓ نے اللہ کا شکر ادا کیا اور تین مرتبہ فرمایا۔ پروردگار کعبہ کی قسم میں شہید ہوں۔"

اسلامی تاریخ کا یہ عظیم المیہ بہرحال ہو کر رہا جس نے نہ صرف اس عہد کے مسلمانوں کو ایک مشفق و مہربان اور متقی و صالح سربراہ مملکت سے محروم کر دیا بلکہ مفسدین کے اس اقدام کی بدولت مسلمانوں کی صفوں میں انتشار اور فتنہ پردازی کے دیرپا شگاف پڑ گئے منافقین اور مشرکین کو مسلمانوں کی متحدہ قوت کو شکست و ریخت کا نشانہ بنانے کا موقع مل گیا۔ سیدنا عثمان غنیؓ نے مملکت اسلامیہ کی توسیع اور استحکام کے لئے شاندار اور ناقابلِ فراموش کارنامے انجام دیئے تھے جنہیں مفسدوں نے اور تخریب کاروں نے وقتی طور پر خونِ عثمان میں ضرور ڈبو دیا۔ لیکن تاریخ کے صفحات سے عثمانی عہد کے کارناموں کو محو نہ کر سکے۔ نہ رہتی دنیا تک امت مسلمہ کے لئے یہ ممکن ہے کہ اللہ اور اُس کے رسول کے قول فیصل پر خط تنسیخ پھیرا جا سکے۔ سیدنا عثمان اپنی بے لوث دینی خدمات اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جاں نثار رفاقت کے حوالے سے تاابد زندہ رہیں گے اور جنت ان کا مسکن پہلے ہی قرار پاچکی ہے کہ وہ عشرہ مبشرہ میں شامل اور مرتبہ شہادت پر فائز المرام ہیں۔

طویل محاصرے کے دوران سیدنا عثمان اور ان کی اہلیہ نائلہؓ گویا تمام اہل خانہ پر دانہ پانی بند رکھا گیا۔ یورش برپا کرنے والے دینی و ملی مفادات کے مخالفین نے حیا کے پیکر، اور صدق و وفا کی مثال جامع القرآن عثمانؓ بن عفان کے لئے ذرا بھی صلۂ رحمی روا نہ رکھا۔ بلکہ حج پر جانیوالے مسلمانوں کی غیر حاضری کا ناجائز فائدہ اُٹھایا شاہ معین الدین احمد ندوی نے تاریخ اسلام میں اس واقعہ کو یوں تحقیق کیا ہے۔

"جتنا وقت گزرتا جاتا تھا۔ حاجیوں کی واپسی کا زمانہ قریب آتا جاتا تھا بعض مقامات سے فوجوں کے آنے کی خبر بھی تھی اس لئے باغیوں نے جلد سے جلد حضرت عثمانؓ کی شمع حیات بجھانے کا فیصلہ کر لیا۔ آنحضرت صلعم کی پیشگوئی کے مطابق حضرت عثمانؓ کو اپنی شہادت کا پورا یقین تھا۔ اور صبر و استقامت کے ساتھ ہر وقت اس کے منتظر تھے اس لئے باغیوں کی سرگرمی دیکھ کر آپؓ نے شہادت کی تیاری شروع کر دی جمعہ کے دن سے روزہ رکھا۔ ایک پائجامہ جسے آپ نے پہلے کبھی نہ پہنا تھا۔ زیب تن کیا بیس غلام آزاد کئے۔ اور

(باقی پر)

(گذشتہ سے پیوستہ)

الرجک کون؟

ماجد شہیدی راجپوت ، سیالکوٹ

لیجئے ناظرین! ہم نے برصغیر کے چار مشہور مکاتب فکر کے معتمد علماء کرام کے خیالات۔ درود شریف کے متعلق تحریر کر دئے ہیں اور پاک و ہند میں مسلمان عموماً انہیں چار مکاتب فکر سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان سب میں یہ چیز مشترک نظر آرہی ہے کہ یہ تمام حضرات درود شریف پڑھنے کو فرض، واجب، سنت، مستحب قرار دے رہے ہیں۔

بظاہر کوئی درود شریف سے الرجک معلوم نہیں ہوتا جیسا کہ ہم نے پہلے ذکر کیا کہ یہ سب حضرات درود شریف پڑھنے کو اپنے لئے باعث صد سعادت تصور کرتے ہیں۔

ہمارے (موضوع سخن) ممدوح میاں جی نے الرجک کے عنوان کو بنیاد (Base) بنا کر اپنے مزعومہ مخالفین کو تعریض و تضحیک کا نشانہ بنایا ہے اور سورۃ احزاب کی آیت کریمہ اِنَّ اللہَ وَ مَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ الخ سے چند مفید نکات مستنبط کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

(۱) پہلی غور طلب بات تو یہ ہے کہ اس آیت پاک کی رو سے حضور اکرمؐ پر درود و سلام بھیجنا فرض ہے۔ اور اس سے کوتاہی گناہ کبیرہ ہے۔

ہمیں میاں صاحب سے اتفاق ہے لیکن اس میں بھی تھوڑی تفصیل ہے۔ اگر حضرت کے علم میں نہ ہو تو ہم اپنے محسنین مفسرین کے حوالے سے آپ کے گوش گزار کرتے ہیں۔ وہ یہ کہ مدت عمر میں ایک بار درود شریف پڑھ لینا فرض ہے (جیسے کلمۂ توحید از تھانویؒ) جیسا کہ قاضی شوکانیؒ، امام طحاویؒ، امام مالکؒ، مولانا اشرف علی تھانویؒ صدر الافاضل نعیم الدین مرادآبادی بریلوی، مولانا مفتی احمد یار خان گجراتی بریلوی وغیرہ سے ابھی نقل ہوا ہے۔

اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی پڑھا یا سنا جائے درود شریف پڑھنا واجب ہے اگر ایک مجلس میں بار بار آپؐ کا نام آیا تو ایک بار کہنا واجب ہے۔ ہر بار کہنا مستحب ہے اور نماز کے قعدہ اخیرہ میں درود شریف پڑھنا سنت ہے۔ یہی جمہور کا مذہب ہے۔ صرف امام شافعیؒ کے نزدیک واجب ہے۔ قال الطحاویؒ لَمْ یَقُلْ بِہٖ اَحَدٌ مِنْ اَھْلِ الْعِلْمِ غیر الشافعیؒ (فتح القدیر ص ۲۹۲)

میاں صاحب تیسرا نکتہ یہ بیان فرماتے ہیں۔ کہ اس سے ظاہر ہے کہ درود و سلام ہمارا معمول ہونا چاہئے۔ اس لئے یہ کہنا کہ فلاں وقت درود شریف پڑھو اور فلاں وقت نہ پڑھو یا نماز میں درود شریف پڑھ لینا کافی ہے یہ بات اس آیت کے مفہوم کے منافی ہے۔

آقائے محترم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس پر درود شریف کو معمول بنا لینا واقعی بہت ہی مستحسن ہے اور قابل صد رشک ہیں وہ لوگ جو صلوٰۃ وسلام میں رطب اللسان رہتے ہیں بے شک ہر مجلس میں بلکہ ہر آن اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے ذکر اللہ، درود شریف میں مشغول

مگر بایں ہمہ ہر کام کے لئے کچھ آداب ہوتے ہیں، کچھ اوقات ہوتے ہیں۔ جن کا لحاظ ضروری ہوتا ہے ورنہ بجائے ثواب کے الٹا عذاب کا احتمال ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی خلاف ورزی اللہ تعالےٰ کے ہاں ناپسندیدہ ہے۔ مثال کے طور پر نماز پڑھنا فرض، واجب، سنت، مستحب امر ہے مگر یہی چیز مثلاً اوقات مکروہہ میں جُنبی و حائضہ کے لئے منع ہے علیٰ ہذا درود شریف بھی ان کے لئے منع ہے۔

ایسے ہی قرآن پڑھنا کس قدر باعث فضیلت ہے۔ ایک حرف پر دس نیکیوں کا وعدہ ہے مگر جُنبی و حائضہ کے لئے قرآن کو ہاتھ لگانا، پڑھنا منع ہے۔ وَھَلُمَّ جَرًّا۔

تو درود شریف کے لئے بھی کچھ آداب ہیں اگر ان کی رعایت نہ کی جائے تو بجائے فائدے کے نقصان کا احتمال ہے۔ مثال کے طور پر اسی کو لیجئے۔ حنفی فقہ کا مشہور و مسلّمہ مسئلہ ہے کہ اگر چار رکعت فرض نماز کے قعدۂ اولیٰ (پہلی التحیات) میں کسی نے بھول کر درود شریف پڑھ لیا تو سجدہ سہو لازم ہے اگر نہ کیا تو نماز نہیں ہوگی۔ اور اگر عمداً قعدۂ اولیٰ میں درود شریف پڑھا ہے تو پھر ہر حنفی المسلک عالم یہی فتوےٰ دے گا کہ اس شخص کی نماز نہیں ہوئی۔ لہٰذا اعادہ ضروری ہے۔

ایسا کیوں ہُوا؟ کیا اس نے کوئی ناشائستہ حرکت کی ہے کوئی بُرا کام کیا ہے (نعوذ باللہ) درود شریف ہی تو پڑھا ہے جس کے پڑھنے کا حکم خود رحمٰن نے قرآن میں دیا ہے اور جس کے فضائل خود صاحبِ قرآن نے بیان فرمائے ہیں۔

مگر یہ اس لئے ہُوا کہ اس نمازی نے آداب اور اپنے پیارے نبی فداہ ابی و امی صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے مبارک طریقے کا خیال نہیں کیا۔

تو کیا اب میاں صاحب محترم ان سب حنفی المسلک علماء و مفتیان کرام پر درود شریف سے الرجک ہونے کا فتویٰ دیں گے۔ لیجئے ہم آپ کے مجدد مأۃ حاضرہ کے ممدوح علامہ شامیؒ کی عبارت فتاویٰ شامی ج ۱ سے نقل کرتے ہیں۔ علامہ شامیؒ نے سات جگہ درود شریف پڑھنے کو مکروہ لکھا ہے۔

وہ سات مقامات جہاں پر درود شریف پڑھنا مکروہ ہے وہ یہ ہیں (۱) جماع کے وقت (۲) بول و براز کرتے وقت (۳) مال تجارت کی خوبی بیان کرتے وقت (۴) غلطی ہو جانے کے وقت (۵) تعجب کے وقت (۶) ذبح کے وقت (۷) چھینک کے وقت۔

ان سات مقامات کے علاوہ (۸) جب خطبہ میں آپؐ کا نام مبارک خطیب کی زبان پر آئے تو سننے والوں کو درود شریف نہ پڑھنا چاہئے کیونکہ دورانِ سماعت خطبہ استماع و انصات (خاموشی سے کان لگا کر سننا) ضروری ہے (۹) قرآن مجید کی تلاوت کے دوران اگر آپؐ کا اسم گرامی زبان پر آئے تو بہتر ہے کہ وہاں درود شریف نہ پڑھے۔

یہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ قعدہ اولیٰ میں التحیات کے بعد درود شریف پڑھنا منع ہے۔

ناظرین! آپ نے دیکھا کہ علامہ شامیؒ حنفی درود شریف کے متعلق آداب کو پیش نظر رکھتے ہوئے بعض مقامات پر درود شریف پڑھنے کو منع کر رہے ہیں تو میاں صاحب کے خیال کے مطابق ایسا کہنا آیت کریمہ کے مفہوم کے منافی ہے اور ایسا کہنے والا درود شریف سے الرجک ہے۔ لہٰذا علامہ شامیؒ جیسے محقق العصر و علامۃ الدہر میاں صاحب کے قلم

کی زد میں آکر درود شریف سے الرجک ہونے کا فتویٰ لگوا چکے ہیں۔

میاں صاحب نے خیال نہیں کیا کہ ان کے ممدوح اعلیحضرت فاضل بریلوی (جن کے میاں جی بہت ہی معتقد ہیں اور کبھی کبھی نور بصیرت میں اس کا اظہار فرماتے رہتے ہیں) علامہ شامیؒ کی مدح میں کہیں اس قدر رطب اللسان ہیں اور متنبیؔ کے بقول حَبِیْبُ اِلیٰ قَلْبِیْ حَبِیب حبیبی ۔ کہ دوست کا دوست مجھے محبوب ہے، کے مطابق اس محبت کا پاس و لحاظ بھی ضروری ہے ۔ ہم نے عمداً علامہ شامیؒ کا ذکر کیا ہے ۔ اس امید پر کہ میاں صاحب کا روحانی تعلق اپنے پیرو مرشد کے واسطے سے ان سے ضرور ہوگا ۔

ورنہ میاں صاحب کی تنگ نظری کا شکار تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما جیسی متبع سنت شخصیت اور افقہ الصحابہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی (جن کی مرویات و فتاویٰ پر امام اعظم ابو حنیفہؒ نے فقہ حنفی کی بنیاد رکھی ہے بھی ہو چکے ہیں ۔

مشکوٰۃ شریف باب العطاس میں روایت ہے کہ ایک شخص کو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی موجودگی میں چھینک آئی ۔ اس نے کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلیٰ رَسُوْلِ اللّٰہِ ۔ اس پر ابن عمرؓ نے فرمایا ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھینک کے موقعہ پر فقط اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلیٰ کُلِّ حَالٍ سکھایا ہے ۔ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں

درود و سلام کی فضیلت میں کیا شک ہے لیکن جس طرح حکم ہوا ہے اسی طرح کرنا چاہیئے ۔ صاحبِ شریعت نے ہر بات کا موقعہ محل مقرر کیا ہے وہ بات اسی جگہ کہنی چاہیئے ۔ (الصلوٰۃ والسلام بحوالہ مدارج النبوۃ صـ۱۸۴ ج ۱)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے بعض حضرات کو ایک مسجد میں بلند آواز سے کلمہ اور درود شریف پڑھتے سنا ۔ آپؓ ان کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا ۔ ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں یہ طریقہ نہیں دیکھا اور میرے خیال میں تم یہ بدعت نکال رہے ہو ۔ آپؓ باربار یہ کلمات دہراتے رہے یہاں تک کہ ان لوگوں کو مسجد سے نکال دیا ۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ و عبداللہ ابن مسعودؓ اسلام کی وہ مایہ ناز شخصیتیں ہیں کہ لبوں پر جن کا نام آتے ہی نظریں عقیدت سے جھک جاتی ہیں اور ایک مسلمان اپنے قلبی جذبات کے اظہار کے لئے بے ساختہ کہہ اٹھتا ہے رضی اللہ تعالےٰ عنہ ۔ اسلام کے یہ تابندہ انجم جن کی گردِ راہ سے قوموں نے منزلوں کے نشان معلوم کئے ہیں بھی بعض مقامات پر درود شریف پڑھنے کو منع فرما رہے ہیں ۔

جیسا کہ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فقہ حنفی کا اصل منبع و سرچشمہ ہیں ۔

یہی وجہ ہے کہ علماء احناف فِقہ ابن مسعودؓ کی روشنی میں آج بھی جو بعض حضرات مسجدوں میں نمازوں کے بعد بلند آواز سے کلمہ طیبہ و درود شریف کا ورد کرتے ہیں اسے بوجوہ سختی کے ساتھ منع کرتے ہیں ۔

علامہ محمد امین ابن عمر الشامی الحنفی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں ۔ علماء سلف اور سلف ساجد وغیرہا میں اللہ تعالےٰ کے ذکر کے مستحب ہونے پر متفق ہیں مگر یہ کہ ان کے ذکر بالجہر سے کسی سونے والے یا کسی نمازی یا کسی تلاوت کرنے والے کو تشویش ہوتی ہو ۔

علامہ شامیؒ کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ جہاں کسی نمازی یا کسی قاری قرآن کی قرأت میں خلل کا اندیشہ ہو وہاں بھی درود شریف بالجہر نہ پڑھنا چاہیئے ۔ جیسا کہ آج کل عام رواج ہو گیا ہے کہ اذان سے پہلے اور مابعد چاہے کوئی مسجد میں نماز و تلاوت میں مشغول ہو ۔ مؤذن صاحب بلند آواز سے بلکہ پوری قوت سے لاؤڈ سپیکر میں چیخ چیخ کر الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھنا ضروری سمجھتے ہیں ۔ درست نہیں بلکہ ایسے مقام پہ منع کیا جانا چاہیئے ۔

چنانچہ امیر ملت سید پیر جماعت علی شاہ صاحب ایک سائل کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں "مسجد میں اس طرح پکار کر ذکر کرنا جس سے دوسرے نمازیوں کی نماز میں اور قرأت میں خلل آئے شرعاً مکروہ ہے۔" فتاوی جماعتیہ صـ۱۷۲ وسیکرہ رفع صوت مذکر۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے فتاویٰ افریقہ میں اور صاحب فتاویٰ نظامیہ نے کہا کہ کلمہ طیبّہ لا الٰہ الّا اللہ سے خلل اندازی نماز نہیں ہونی چاہیئے ۔ بہر صورت ذکر، ذکر خفی، ذکر جہر، ذکر متوسط تمام جائز ہیں، لیکن خلل اندازی نماز ہرگز جائز نہیں ۔ (از فتاویٰ جماعتیہ صـ۱۷۹)

اب ہم میاں صاحب سے بصد احترام یہ پوچھنے کی جسارت کریں گے کہ عبداللہ ابن مسعودؓ اور ابن عمرؓ جو مقام پر درود شریف پڑھنے کو منع فرما رہے ہیں اور ایسے ہی علامہ شامیؒ، فاضل بریلوی اور امیر ملت جو لا الٰہ الّا اللہ اور دیگر اذکار درود شریف وغیرہ جہراً پڑھنے سے منع فرما رہے ہیں جبکہ کسی کی نماز میں خلل اندازی ہو رہی ہو کیا یہ حضرات (نعوذ باللہ) کلمہ طیبّہ یا درود شریف سے الرجک ہیں ؟

اے چشمِ اشک بار ذرا دیکھ تو سہی
یہ گھر جو جل رہا ہے کہیں تیرا ہی نہ ہو

امید ہے کہ اس اجمالی تفصیل سے میاں صاحب کے اس قول کی حقیقت آشکار ہو گئی ہو گی جو آپ نے فرمایا ہے کہ "اس لئے یہ کہنا کہ فلاں وقت درود شریف پڑھو اور فلاں وقت نہ پڑھو یا نماز میں درود شریف پڑھ لینا کافی ہے ۔ یہ بات اس آیت پاک کے مفہوم کے منافی ہے۔"

شاید آپ نے اس بات کو بنیاد بنا کر تحریر فرمایا ہے کہ بعض لوگ درود شریف سے الرجک ہیں حالانکہ حضرت کی یہ دونوں باتیں تحقیق کی رو سے درست نہیں ہم تو بہرحال یہی گمان رکھتے ہیں کہ کوئی مسلمان درود شریف سے الرجک نہیں ہو سکتا اور نہ ہی کوئی یہ کہتا ہے کہ صرف نماز میں درود شریف پڑھ لینا کافی ہے یہ چیزیں محض میاں صاحب کے اپنے ذہن کی اختراع ہے، ورنہ حقیقت کی دنیا میں تو اس کا کہیں وجود ہی عنقا ہے ۔

بقول شاعر ؎

خزاں نہ تھی چمنستان دہر میں کوئی
خود اپنا ضعفِ نظر پردۂ بہار ہوا

ہاں یہ ممکن ہے کہ کچھ لوگ درود تاج، درود مستغاث، درود غوثیہ وغیرہ پڑھنا پسند کرتے ہوں جبکہ دوسرے بعض حضرات مذکورہ بالا درود شریف پڑھنے کو بایں وجہ منع کرتے ہوں کہ ان میں بعض الفاظ موہمِ شرک ہیں یا جاہل عوام کے ہیں ۔ عقیدۂ فاسدہ کی بنا پر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہاں موجود ہیں ۔ اور ہمارے اس درود شریف پڑھنے کو بذاتِ خود سن رہے ہیں اور آپ ہمارے تمام احوال سے ہمہ وقت واقف ہیں اس عقیدہ کا فساد اظہر من الشمس ہے ۔

ایک تو اس وجہ سے کہ اس عقیدے کے حامل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے برخلاف آپؐ کو اللہ تعالےٰ کا شریک فرض کیا ہے کیونکہ ہر جگہ پہ ہر کسی کی پکار کو سننا، ہر جگہ پر حاضر و ناظر ہونا اللہ وحدہٗ

لاشریک کی صفت ہے اس دعوتِ توحید کی خاطر تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مصائب کے پہاڑ برداشت کئے ہیں۔ لہٰذا آپ کی تعلیم کی خلاف ورزی کرنا درست نہیں۔ جبکہ خود آنحضرت ؐ نے واضح الفاظ میں فرما دیا ہے کہ انّ للّٰہ ملائکۃ سیاحین فی الارض یبلغون من امتی السلام یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے کچھ فرشتے زمین میں اس کام میں مقرر ہیں کہ میری امت کی طرف سے مجھے سلام پہنچائیں (مشکوٰۃ شریف)

دوسرا اس وجہ سے کہ آپ کی موجودگی میں شور و غوغا حبطِ اعمال کا باعث ہے اور یا ان مذکور بالا ورود کے (بعض شرائط کے ساتھ) جواز کے ساتھ نماز والے درود شریف کو ترجیح دیتے ہوں۔

کیونکہ درود ابراہیمی بہرحال افضل الصلوٰۃ ہے اس لئے کہ وہ خود آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلیم کردہ جیسا کہ گذشتہ صفحات میں باحوالہ گذر چکا ہے۔ اور الصلوٰۃ والسلام وغیرہ کے الفاظ سے درود بعد کے لوگوں نے خود بنائے ہیں جن میں بہرحال اتنی بات متعلم ہے کہ خود ساختہ چیزیں سنت کے نور سے محروم ہوتی ہیں۔

خلاصۂ کلام یہ کہ درود شریف جس کا مطلب یہ ہے اللہ تعالےٰ کی بارگاہِ عالی میں سرورِ دو عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے رحمت طلب کرنا جو رحمت دینی و دنیوی بھلائی کو شامل ہو پڑھنے کو ہر مسلمان چاہے وہ کسی مسلک و مشرب سے تعلق رکھتا ہو اپنی دینی دنیوی و اخروی فلاح کے لئے ضروری اور باعثِ سعادت و فضیلتِ سرمدی سمجھتا ہے۔ اس لئے ہم آخر میں بڑی دردمندی کے ساتھ میاں صاحب کی خدمت میں عرض کریں گے وہ شیشے کے گھر میں بیٹھ کر بلا سوچے سمجھے پتھر پھینکنے سے گریز کریں مبادا اس سے اتحادِ ملت کے جسدِ محترم پر زد پڑے اور آپ کا یہ فعل گنبدِ خضریٰ کی شبیہ کے زیر سایہ الفتنۃ اشد من القتل کا مصداق بن جائے اور کسی گستاخ کو یہ کہنے کا موقع مل جائے کہ ؎

کسے خبر تھی کہ لے کر ہاتھ میں چراغِ مصطفویؐ
لگاتی آگ پھرے گی جہاں میں بولہبی!

بقیہ : اداریہ

دونوں عناصر اپنے آقاؤں کے اشارے پر قوتِ مسلمہ کو نقصان پہنچانے کا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔

الحمد للہ ملک پاکستان میں اسلام کے شیدائیوں اور ختم نبوت کے پروانوں کی قربانیوں کے صدقے میں مرزائی صفوں میں دراڑیں پڑ گئی ہیں اور ان کا باوا پریشانی اور مایوسی کے عالم میں وہیں پہنچ گیا ہے جہاں اس کا ٹھکانہ تھا۔ ؏

پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا

اس بجھتے ہوئے چراغ نے اپنے آخری سانسوں کے لئے ٹمٹمانا شروع کر دیا ہے۔ اس لئے حضرت کے الفاظ میں آج اس امر کی اشد ضرورت ہے کہ تمام مسلمان اس فتنہ کی مکمل سرکوبی کے لئے متحد و متفق ہو کر جدوجہد کریں۔

اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنے دین کی بقا کے لئے فتنۂ مرزائیت کے مکمل سدِّ باب کی توفیق نصیب فرمائے

بقیہ : مجلسِ ذکر

اس محفل میں اللہ والوں کا تذکرہ بھی باعثِ سعادت اور موجبِ اجر ہے۔ اللہ تعالےٰ ان حضرات کے صدقے ہمیں اپنے ذکر کی حلاوتوں اور لذتوں سے مالا مال کرے اور جن لوگوں کے دلوں میں حضورؐ کے محبوب صحابہؓ کے متعلق عناد و عداوت کا مرض ہے انہیں شفاء و ہدایت عطا فرمائے۔ آمین!

فضائل بیت اللہ (کعبہ شریف) مع تاریخ تعمیر

مراسلہ: عبدالحمید عفا اللہ عنہ، مدرس دارالعلوم عثمانیہ، مرپالی ڈیرہ اسماعیل خان

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ۔

(آیت ۹۶ رکوع ۱۰ سورہ آل عمران پ ۴)

ترجمہ: بے شک سب سے پہلا گھر جو مقرر ہوا لوگوں کے واسطے یہی ہے جو مکہ میں واقع ہے۔ برکت والا اور ہدایت جہان کے لوگوں کو۔

اس جگہ لفظ بکہ سے مراد مکہ مکرمہ شریف ہے۔ چاہے یہ کہا جائے کہ میم کو با سے تبدیل کیا ہے جیسا کہ اہل عرب میم کو با سے اور با کو میم سے تبدیل کرتے رہتے ہیں۔ نمیط کی جگہ نبیط اور لازم کی جگہ لازب بولتے ہیں۔ یا یہ کہا جائے کہ مکہ کا دوسرا نام بکہ ہے۔

تشریح: مذکورہ آیت میں بیت اللہ شریف (کعبہ) کی افضلیت اور شرف کا بیان ہے۔ دنیا میں جتنے مکانات موجود ہیں چاہے مساجد ہوں خانقاہیں ہوں، گرجے ہوں، دوسرے قسم کے عبادت خانے ہوں، عام مکانات بنگلے کوٹھیاں ہوں، ان تمام کے مقابلے میں کعبہ کو افضلیت اور شرف حاصل ہے۔

اور یہ افضلیت و شرف کئی وجوہ سے ہیں۔ چنانچہ تین وجوہ اس آیت کریمہ میں بتائے گئے۔

۱۔ کعبہ دنیا کی سچی عبادت گاہوں میں سے سب سے پہلی عبادت گاہ ہے۔

۲۔ برکت والا۔

۳۔ یہ پورے جہان کے لئے ہدایت و راہنمائی کا ذریعہ ہے۔

آیت مذکورہ سے یہ بات ثابت ہوئی کہ پہلا گھر اللہ کریم کی جانب سے جو لوگوں کے لئے مقرر ہوا ہے وہ بیت اللہ (کعبہ) ہے۔ جو کہ عرب کے ملک شہر مکہ مکرمہ میں واقع ہے۔ یعنی دنیا میں سب سے پہلا عبادت خانہ بیت اللہ شریف (کعبہ) ہے۔

اب یہاں دو احتمال ہیں:

۱۔ کہ صرف دنیا کے تمام عبادت خانوں میں یہ پہلا عبادت خانہ ہو۔ چنانچہ اس پر سارے متفق ہیں۔

۲۔ یا یہ کہ دنیا میں جتنے مکانات بنائی گئی ہیں بیت اللہ شریف ان سب سے پہلے بنائی گئی ہو۔ جیسا کہ بیہقیؒ نے اپنی کتاب دلائل النبوت میں بروایت حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص روایت کی ہے۔ کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت آدم وحوا علیہما السلام کے دنیا میں آنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے جبرئیل امین کے ذریعے ان کو یہ حکم بھیجا کہ وہ بیت اللہ (کعبہ) بنائیں ان حضرات نے حکم کی تعمیل کر لی۔ تو ان کو حکم دیا گیا کہ اس کا طواف کریں۔ اور ان سے کہا گیا کہ آپ اول الناس ہیں۔ یعنی سب سے پہلے انسان ہیں اور یہ گھر اول بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ ہے۔ یعنی سب سے پہلا گھر جو لوگوں کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔

عقل بھی کہتی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نبی ہیں۔ ان کی شان سے کچھ بعید نہیں کہ زمین پر آنے کے بعد اپنا گھر بنانے سے پہلے اللہ کریم کا گھر یعنی عبادت کی جگہ بنائی ہو۔ اس لئے حضرت عبداللہ بن عمر، مجاہد، قتادہ، سدی وغیر صحابہ و تابعین اس کے قائل ہیں کہ کعبہ دنیا کا سب سے پہلا گھر ہے۔

بعض روایات میں ہے کہ آدم

علیہ السلام کی یہ تعمیر کعبہ نوح علیہ السلام کے زمانہ تک باقی تھی طوفان نوح میں منہدم ہوئی اور اس کے نشانات مٹ گئے۔

اس کے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انہی بنیادوں پر تعمیر کیا۔ پھر ایک مرتبہ کسی حادثہ میں اس کی تعمیر منہدم ہوئی۔ تو قبیلہ جرہم کی جماعت نے اس کی تعمیر کی۔ پھر ایک مرتبہ منہدم ہوئی تو عمالقہ نے تعمیر کی اور پھر منہدم ہوئی تو قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ابتدائی زمانہ میں تعمیر کی جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی شریک ہوئے اور حجر اسود کو اپنے دست مبارک سے قائم فرمایا۔ لیکن قریش نے اس تعمیر میں بنا ابراہیمی سے کس قدر مختلف کی تھی کہ ایک حصہ بیت اللہ سے الگ کر دیا جس کو حطیم کہا جاتا ہے۔

تیسرا تغیر یہ کیا کہ دروازہ بیت اللہ کو سطح زمین سے کافی بلند کر دیا تاکہ ہر شخص آسانی سے اندر نہ جا سکے۔ بلکہ جس کو وہ اجازت دیں وہی جا سکے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ موجودہ تعمیر کو منہدم کر کے اس کو بالکل بنا ابراہیمی کے مطابق بنا دوں۔ قریش نے تصرفات بنا ابراہیمی کے خلاف کئے ہیں ان کی اصلاح کر دو۔ لیکن نو مسلم ناواقف مسلمانوں میں غلط فہمیاں پیدا ہونے کا خطرہ ہے۔

اس لئے سر دست اس کو اسی حال پر چھوڑتا ہوں۔ اس ارشاد کے بعد اس دنیا میں آپ کی حیات طیبہ زیادہ نہیں رہی۔ لیکن حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ کے بھانجے حضرت عبداللہ بن زبیر رضؓ نے آپؐ کے ارشادات سنے ہوئے تھے۔ خلفاء راشدین کے بعد جس وقت مکہ مکرمہ میں ان کی حکومت ہوئی تو انہوں نے بیت اللہ منہدم کر کے ارشاد نبوی صلعم اور بنا ابراہیمی کے مطابق بنا دیا۔

مگر عبداللہ بن زبیر رضؓ کی حکومت مکہ مکرمہ پر چند روزہ تھی۔ ظالم حجاج بن یوسف نے فوج کشی کر کے ان کو شہید کیا اور حکومت پر قبضہ کر کے ان کو گوارہ نہ کیا۔ کہ عبداللہ بن زبیر کا یہ کارنامہ رہتی دنیا تک ان کی مدح و ثنا کا ذریعہ بنا رہے اس لئے لوگوں میں یہ مشہور کیا کہ عبداللہ بن زبیر رضؓ کا یہ فعل غلط تھا۔ (اس لئے لوگوں میں یہ مشہور کیا کہ عبداللہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جس حالت میں چھوڑا تھا ہمیں اسی حالت میں اس کو رکھنا چاہئے۔ اس بہانے سے بیت اللہ کو منہدم کر کے اسی طرح کی تعمیر بنا دی جو زمانہ جاہلیت میں قریش نے بنائی تھی۔

حجاج بن یوسف کے بعد آنے والے بعض مسلم بادشاہوں نے پھر حدیث مذکور کی بنا پر یہ ارادہ کیا کہ بیت اللہ کو از سر نو حدیث رسول کے مطابق بنا دیں لیکن اس زمانہ کے امام حضرت انس رضؓ بن مالک رضؓ نے یہ فتویٰ دیا کہ آپ بار بار بیت اللہ کو منہدم کرنا اور بنانا آگے آنے والے بادشاہوں کے لئے بیت اللہ کو ایک کھلونا بنا دے گا۔ ہر آنے والا بادشاہ اپنی نام آوری کے لئے یہی کام کرے گا۔ اس لئے اب جس حالت پر بھی ہے اسی حالت پر چھوڑ دینا مناسب ہے تمام امت مسلمہ نے اس کو قبول کیا اسی وجہ سے آج تک حجاج بن یوسف کی تعمیر باقی ہے البتہ شکست و ریخت کا سلسلہ جاری ہے۔

سوال: ان روایات سے یہ معلوم ہوا کہ کعبہ دنیا کا سب سے پہلا گھر ہے یا کم از کم پہلا عبادت خانہ ہے اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ قرآن کریم کی بعض آیات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کعبہ کی تعمیر ابراہیم علیہ السلام کی ہے جبکہ ابراہیم علیہ السلام اب ثانی نوح علیہ السلام کے بعد آئے ہیں۔ اس لئے پہلے بہت سے عبادت خانے بنے ہوں گے۔

جواب: قرآن کریم میں جس جگہ یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اس کی تعمیر ابراہیم علیہ السلام نے کی ہے۔ وہیں یہ ارشادات بھی موجود ہیں کہ ان حضرات نے اس کی ابتدائی تعمیر نہیں فرمائی بلکہ سابق بنیادوں کے مطابق تعمیر فرمائی۔ اور کعبہ کی اصل بنیاد پہلے سے ہی تھی قرآن کریم کے ارشاد:

وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ الخ سے بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے کہ قواعد بیت اللہ یعنی اس کی بنیادیں پہلے سے موجود تھیں۔ سورہ حج کی آیت میں وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ الخ

ترجمہ: جب ٹھیک کر دیا ہم نے ابراہیم کے لئے ٹھکانہ اس گھر کا اس سے بھی مستفاد ہوتا ہے۔ کہ بیت اللہ کی جگہ پہلے سے متعین چلی آتی تھی۔ اور پہلی آیت سے اس کی بنیادوں کا ہونا بھی معلوم ہوتا ہے بعض روایات میں ہے کہ خلیل اللہ علیہ السلام کو تعمیر بیت اللہ کا حکم دیا گیا تو فرشتے کے ذریعے ان کو بیت اللہ کی جگہ سابق بنیادوں کی نشاندہی کی گئی جو آیت میں دی ہوئی تھی۔

بہر حال آیت مذکورہ سے کعبہ کی ایک فضیلت یہ ثابت ہوئی کہ وہ دنیا کا سب سے پہلا گھر یا عبادت خانہ ہے۔ حدیث میں ہے کہ حضرت ابوذر رضؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ سب سے پہلی مسجد کون سی ہے آپ نے فرمایا۔

مسجد حرام انہوں نے عرض کیا اس کے بعد کونسی مسجد ہے۔ آپ نے فرمایا مسجد بیت المقدس ہے۔ پھر فرمایا کہ ان دونوں کی تعمیر کے درمیان کتنی مدت کا فاصلہ ہے تو آپ نے فرمایا چالیس کا۔ اس حدیث میں بیت اللہ کی بنا جدید حضرت ابراہیم کے ہاتھوں ہوئی۔

اس کے اعتبار سے بیت المقدس کی تعمیر کا فاصلہ بیان کیا گیا۔ کیونکہ روایات سے یہ بھی ثابت ہے کہ بیت المقدس کی ابتدائی تعمیر بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذریعے بیت اللہ تعمیر کے چالیس سال بعد میں ہوئی۔

اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے جو بیت المقدس کی تعمیر کی یہ بھی بیت المقدس کی طرح بالکل نئی اور ابتدائی تعمیر نہ تھی بلکہ سلیمان علیہ السلام نے بنا ابراہیمی پر اس کی تجدید کی ہے اس طرح روایات میں باہم کوئی تعارض نہیں رکھتا۔

حاصل یہ ہے کہ ہمیشہ سے دنیا میں اس کی تعظیم و تکریم ہوتی چلی آئی ہے اس میں لفظ وضع الناس اس کی طرف بھی اشارہ ہے کہ اس کی تعظیم و تکریم خاص قوم یا جماعت ہی کا حصہ نہیں بلکہ عامۃ الخلائق اور سب انسان اس کی تعظیم کریں گے اس کی سرشت میں حق تعالے نے ایک عظمت اور ہیبت کا داعیہ رکھا ہے کہ لوگوں کے قلوب اس کی طرف خود بخود مائل ہوتے ہیں۔

بیت اللہ شریف کی برکات

اس آیت میں بیت اللہ شریف کی دوسری فضیلت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ مبارک ہے۔ لفظ مبارک برکت سے مشتق ہے۔ برکت کے معنی ہیں بڑھنا اور ثابت رہنا۔ پھر کسی چیز کا بڑھنا اس طرح بھی ہو سکتا ہے کہ اس کا وجود کھلے طور پر مقدار میں بڑھ جائے۔ اور اس طرح بھی کہ اگرچہ اس کی مقدار میں کوئی خاص اضافہ نہ ہو لیکن اس سے کام اتنے نکلیں جتنے عادۃً اس سے زائد سے نکلا کرتے ہیں اس کو بھی معنوی طور پر زیادتی کہا جاتا ہے۔

بیت اللہ کا بابرکت ہونا ظاہری طور پر بھی ہے معنوی طور پر بھی۔ اس کے ظاہری برکات میں یہ مشاہدہ ہے کہ مکہ اور اس کے آس پاس ایک خشک ریگستان اور بنجر زمین ہونے کے باوجود اس میں ہمیشہ ہر موسم میں ہر طرح کے پھل اور ترکاریاں اور تمام ضروریات زندگی مہیا رہتی ہے۔ کہ صرف اہل مکہ نہیں بلکہ اطراف عالم سے آنے والوں کے لئے بھی کافی ہو جاتی ہیں۔ اور آنے والوں کا حال تمام عالم کو معلوم ہے کہ خاص موسم حج میں تو لاکھوں انسان اطراف عالم سے جمع ہوتے ہیں۔ جن کی مردم شماری اہل مکہ سے چوگنی

پانچ گنی ہوتی ہے یہ ہجوم عظیم وہاں صرف دو چار روز ہی نہیں بلکہ مہینوں تک رہتا ہے۔ موسم حج کے علاوہ بھی کوئی وقت ایسا نہیں آتا جس میں باہر سے ہزاروں انسانوں کی آمدورفت نہ رہتی ہو۔ پھر خاص موسم حج میں جبکہ وہاں لاکھوں انسانوں کا مجمع ہوتا ہے کبھی نہیں سُنا گیا کہ بازار سے کسی وقت بھی ضروریات ختم ہو گئیں ملتی نہیں۔ یہاں تک کہ قربانی کے بکرے جو وہاں پہنچ کر ایک ایک انسان سَو سَو بھی کر لیتا ہے اور اوسطاً فی کس ایک تو یقینی ہے یہ لاکھوں بکرے وہاں ہمیشہ ملتے ہیں۔ یہ بھی نہیں کہ دوسرے ملک سے منگوانے کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ قرآن کریم میں ہے۔ يُجْبٰىٓ اِلَيْهِ ثَمَرٰتُ كُلِّ شَيْءٍ یعنی اس میں باہر سے لائے جاتے ہیں۔ ثمرات ہر چیز کے ان الفاظ میں اس کی طرف واضح اشارہ بھی موجود ہے کہ اہتمام نہیں کیا جاتا بلکہ قدرتی اور غیبی ذریعے سے پہنچ جاتے ہیں۔

یہ تو ظاہری برکات کا حال ہے۔ معنوی اور باطنی برکات تو اتنی ہیں کہ اس کا شمار نہیں ہو سکتا بعض اہم عبادات تو بیت اللہ شریف کے ساتھ مخصوص ہیں۔ ان کا جو اجر عظیم اور برکات روحانی ہیں ان سب کا مدار بیت اللہ پر ہے۔ مثلاً عمرہ اور بعض دوسری عبادات کا بھی مسجد حرام میں ثواب بدرجہا بڑھتا ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اگر کوئی شخص گھر میں نماز پڑھے اس کو ایک نماز کا ثواب ملے گا۔ اور اگر اپنے محلہ کی مسجد میں نماز ادا کرے۔ اس کو پچیس ۲۵ نمازوں کا ثواب حاصل ہو گا۔ اور جامع مسجد میں ادا کرے تو پانچسو ۵۰۰ نمازوں کا ثواب پائے گا اور اگر مسجد اقصیٰ میں نماز ادا کی تو ایک ہزار ۱۰۰۰ نمازوں۔ اور میری مسجد میں پچاس ہزار ۵۰۰۰۰ نمازوں کا ثواب ملتا ہے اور مسجد حرام میں ایک لاکھ ۱۰۰۰۰۰ نمازوں کا۔ (یہ روایت ابن ماجہ طحاوی وغیرہ نے نقل کی ہے)

حج کے فضائل میں یہ حدیث عام مسلمان جانتے ہیں کہ حج صحیح طور پر ادا کرنے والا مسلمان پچھلے گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسا کہ آج ماں کے پیٹ سے پاک وصاف پیدا ہوا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ سب بیت اللہ کی معنوی اور روحانی برکات ہیں۔ انہی برکات کو آیت کے آخر میں لفظ ھُدًی سے تعبیر فرمایا گیا ہے۔

بقیہ : ام حبیبہ رض

گلے لگا لیتے ہیں اور حضورؐ کی سنت کو چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ اگر حضورؐ کا فرمان والدین کی منشاء سے ٹکرا رہا ہو تو ہم والدین کے آگے جھکاؤ کا مظاہرہ کرتے ہیں اور حضورؐ کا فرمان سوالیہ نشان بن کے رہ جاتا ہے

حقیقت یہ ہے کہ اگر ہم صرف اسی حدیث پر عمل کرنا شروع کر دیں تو معاشرے کی ساری برائیاں دور کی جا سکتی ہیں اس سلسلہ میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا ایک تاریخی واقعہ ہمارے لیے مشعلِ راہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

ام المومنین حضرت امّ حبیبہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں سے ہیں۔ فتح مکہ سے قبل آپ کے والد حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ تشریف لائے وہ کسی تجارتی سفر سے واپسی پر مدینہ منورہ آئے تھے اور ابھی انہوں نے اسلام قبول نہیں کیا تھا۔ حضرت امّ حبیبہ رضی اللہ عنہا نے والد کی حیثیت سے آپ کی ہر طرح سے مدارات کی اور اسلام کے اصول کے مطابق والدین کے حقوق اور والدین کے احترام کا پورا مظاہرہ کیا۔ لیکن جب گھر میں حضرت ابوسفیان بیٹھنے لگے تو حضرت اُمّ سلمہ رضؓ نے تیزی سے بڑھ کر بستر اٹھا لیا۔ حضرت ابوسفیانؓ نہایت زیرک اور عقلمند آدمی تھے۔ انہوں نے سوال کیا کہ بیٹی! کیا یہ بستر میرے قابل نہیں تھا یا میں اس بستر کے قابل نہیں تھا کہ تم نے اٹھا لیا ہے؟

آپ اس بستر پر بیٹھنے کے قابل نہیں ہیں کیونکہ اس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے ہیں ہیں اور میں نہیں پسند کرتی کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس بستر پر کوئی مشرک بیٹھے" حضرت امّ سلمہ رضؓ نے بڑے صاف انداز میں ایمان و ایقان میں ڈوبا ہوا جواب دیا۔

سید شوکت علی

مظلوم مسلمانانِ عالم کی خدمت کیلئے ایک منظم تنظیم کی ضرورت ہے

تمام مسلمان جسم واحد کی طرح ہیں اگر ایک عضو میں تکلیف ہوتی ہے تو پورا جسم اس کو دفع کرنے میں متحرک ہوتا ہے۔ اسی طرح اگر یہ احساس پوری امت مسلمہ میں بیدار ہو جائے تو آج مسلم ممالک جو یکے بعد دیگرے کفار و مشرکین کی زد میں آ رہے ہیں۔ کسی حد تک محفوظ ہو جائیں اور باطل کا مقابلہ کر سکیں۔ آج اسلام دشمن حکومتیں زیادہ تر خفیہ سازشیں کر کے دینی اور دنیاوی لحاظ سے با اثر افراد کے ذہن بنا کر کے اسلامی ممالک میں داخلی سطح پر انتشار پیدا کرتی ہیں۔ اور بین الاقوامی سطح پر مسلم ممالک میں آپس میں نا اتفاقی پیدا کرتے ہیں۔ بالآخر نتیجہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ دشمنوں کو مسلم ممالک کے خلاف جنگ کرنے کی نوبت ہی نہیں آتی۔ بلکہ وہ خود آپس میں ٹکرا کر ختم اور کمزور ہو جاتے ہیں۔ اور اسلام دشمنوں طاقتوں کے رحم و کرم پر ہو جاتے ہیں۔ پھر یہ طاقتیں اپنی مرضی کا اسلام ان ممالک میں رائج کرتی ہیں۔ باطل کی یہ کوشش ہمیشہ سے رہی ہے کہ اسلام صحیح معنوں میں مسلمانوں کی زندگی میں نہ آ جائے اُن کو یہ ڈر ہے کہ اسلام ایک حقیقت ہے اگر مسلمانوں نے اسے اپنا لیا تو وہ غالب آ جائیں گے۔ اس لئے کفار مشرکین ملحدین اور اُن کی زیر پرورش فرقے کلبیں، تنظیمیں اس جانب انتھک کوشش کر رہی ہیں۔

اندرون ملک عیسائی مشنریاں باقاعدہ کام کر رہی ہیں اور وہ غریب مسلمانوں کی مجبوریوں سے فائدہ اٹھا کر ان کے ایمانوں کو خریدتے ہیں۔ آج دنیا میں ان مشنریوں کی کوششوں سے ہزاروں مسلمان مرتد ہو چکے ہیں۔ ایک پادری سے سوال کیا گیا کہ آپ نے کتنوں کو عیسائی بنا لیا ہے۔ تو جواب ملا کہ ہم نے کتنوں کو مسلمان رہنے دیا۔ یعنی دل سے اسلام کی عظمت نکال دیا۔ باطل نظریات کے حامل لوگ اپنے ملک میں کفایت شعاری کر کے کروڑہا روپیہ مسلمان ممالک پر صنعتی یا فنی یا تعلیمی منصوبوں پر لگا کر اپنے نظریات کو ان پر مسلط کرتے ہیں۔

الحمدللہ علمائے کرام بزرگان دین اپنی تقاریر اور وعظ سے اُمت کو اس بارے میں رہبری فرماتے ہیں مگر میری درخواست ہے کہ اس کے ساتھ ساتھ تشکیل اور تدبیر بھی ہونی چاہئے۔

ایک بین الاقوامی سطح پر جماعت ہونی چاہئے جو اسلام دشمن قوتوں کا بروقت جائزہ لے۔ اور اس میں ہر ملک کی معزز مخلص مقبول اور مدبر شخصیتیں شامل ہوں جو سیاست وغیرہ سے بالکل علیحدہ ہوں۔ وہ ان ممالک کے با اثر افراد سے انفرادی ملاقاتیں کر کے غیر اسلامی تنظیموں کی سرگرمیوں کے متعلق اُن کو آگاہ کرے۔ اور ان سرگرمیوں کے عزائم اور نتائج سے اُن کو باخبر کرے مؤثر اقدام اُٹھانے کے متعلق اہم مشورے اور اپنا تعاون پیش کریں۔ دیگر یہ جماعت جہاں علمائے کرام کی ضرورت ہو وہ علماء فراہم کریں۔ جہاں مساجد کی تعمیر کی ضرورت ہو تو مساجد تعمیر کرائیں۔ مدارس کی ضرورت ہو تو مدارس۔ اسی طرح ہسپتالوں اور سکولوں کا انتظام کرائیں۔ آج عرب ممالک میں بے انتہا دولت کی فراوانی ہے اور اسلام دشمن عناصر ان کے سامنے مختلف عنوانات یا دینی اغراض

پیش کرکے اپنے مقاصد حل کر رہے ہیں اور یہ ان کی امداد اسلام کے خلاف استعمال ہو رہی ہے۔ ان کو یہ معلوم نہیں ہوتا کیونکہ یہ حضرات دوسرے ممالک سے مختلف ذرائع سے اُن سے رابطہ قائم کرکے یہ امداد حاصل کر رہے ہیں۔ اس لئے اس جماعت کا کام یہ بھی ہوگا کہ وہ اس سلسلہ میں مناسب اور صحیح ذرائع امداد کی نشاندہی کرے۔ دوسرا یہ بھی فریضہ ہوگا کہ قدرتی آفات زلزلے اور جنگوں کے نتیجہ میں مصیبت زدہ مسلمانوں کی امداد کرے کیونکہ ان حالات میں غیر امدادی تنظیمیں امداد کرکے ان کے ایمانوں کو لوٹتی ہیں۔ دیگر یہ جماعت کا کام مصالحت کرانا بھی ہوگا۔ مسلمان ممالک میں آپس کے ٹکراؤ کی صورت میں دونوں جانب کو قریب کرنے کی بھرپور کوشش کرے۔ مختلف مُسلم ممالک میں مسلمان فرقوں میں فرقہ واری کو ہوا دینے میں اکثر اسلام دشمن عناصر کا ہاتھ ہوتا ہے۔ اس صورت میں یہ جماعت ان کو قریب سے قریب تر لانے کی کوشش کرے۔ ایک بات قابل لحاظ ہے کہ یہ جماعت عقائد کو نہیں چھیڑے گی بلکہ یہ کوشش کرے گی کہ آپس کے ٹکراؤ سے ملک کی سالمیت کو ٹھیس یا غیر مسلموں کو فائدہ نہ پہنچے۔

ہماری مساجد کا موجودہ حال یہ ہے کہ لاکھوں بلکہ کہیں کروڑہا روپیہ اُن کی تعمیر پر خرچ ہو رہا ہے۔ میری اس سلسلے میں گذارش ہے کہ مسجد کی تعمیر میں اتنا خرچ کرنا چاہیئے جتنا شریعت اجازت دے اور ہو۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے دمشق کی جامع مسجد کی تعمیر کے سلسلہ میں (جو ولید نے اپنی ذاتی ملکیت سے بنوائی تھی) فرمایا تھا اللہ اس سے اسراف کرنے پر حساب لے گا (مفہوم) میری یہ رائے ہے کہ مفتی حضرات سے پوچھ کر بقدر ضرورت تعمیر پر خرچ کرنا چاہیئے فاضل روپیہ متعلقہ محلہ کے ضرورت مند حضرات پر خرچ کرنا چاہیئے تاکہ وہ غیر اسلامی مشنریوں کے ہاتھ اپنا ایمان نہ بیچیں کیونکہ افلاس کفر تک پہنچا دیتا ہے۔ آج ہماری مساجد میں نماز، درس اور تدریس وغیرہ کے اعمال ہوتے ہیں مگر عہد نبویؐ میں مساجد مسلمانوں کی زندگی کا پورا آئینہ تھیں۔ مساجد سے جہاد، تبلیغ وغیرہ کے لئے جماعتیں جاتی تھیں۔ ملک کا انصاف، بیت المال کے مصرف وغیرہ کا انتظام بھی ہوتا تھا۔ مساجد میں نمازی اس بات کا جائزہ لیتے تھے کہ کون بھائی بیمار اور مصیبت زدہ ہے اور ان کی امداد کا بھی انتظام ہوتا تھا۔ اس لئے میری یہ رائے ہے کہ مساجد میں ایک رابطہ کمیٹی بھی ہونی چاہیئے جو محلہ کے مظلوم، بیوائیں، بیروزگار، بیمار، تنگدست وغیرہ کا جائزہ لیں اور اُن کی امداد کرنے کا انتظام کریں۔ اس سے نمازی حضرات کا محلّے کے رہنے والوں میں قدر، اکرام بڑھے گا۔ اور نتیجہ میں اسلام اور مساجد کی طرف رجوع ہوں گے۔ مساجد آباد ہوں گی۔

اس سلسلے میں چندہ ضروری نہیں۔ بلکہ یہ رابطہ کمیٹی مخیر حضرات کو ضرورتمند اشخاص کی نشاندہی کرے۔ تاکہ امداد صدقات زکوٰۃ وغیرہ کا برمحل استعمال ہو۔ دیگر نقدی کی طرح صلاحیتوں کا چندہ بھی خدمت میں شامل ہے۔ مثلاً ذی اثر یا فوت والے اشخاص مظلوموں کو محلہ کے شرپسند عناصر سے نجات دلا سکتے ہیں۔ وکلاء غریب جھوٹے مقدموں میں پھنسے ہوئے حضرات کی امداد کر سکتے ہیں۔ اساتذہ غریب طالب علموں کی تعلیم کے مسائل حل کر سکتے ہیں۔ افسران محلّے کے پانی بجلی وغیرہ کے مسائل حل کرنے میں مدد دے سکتے ہیں۔ ڈاکٹر غریب بیماروں کی تیمارداری یا علاج میں مدد دے سکتے ہیں۔ علمائے کرام محلّے میں عیسائی مشنری اور غیر اسلامی تنظیموں کی تبلیغ کے خلاف محلّے کے لوگوں کو باخبر کر سکتے ہیں۔

یہ رابطہ کمیٹی مسجد کے باہر بھی محلے کے افراد کی ایک فلاح بہبود کی تنظیم بنا سکتے ہیں۔

مسجد میں یہ کمیٹی قائم کرنے کا طریقہ پیش امام صاحب خدمت کے

باقی ۲۶ پر

اُمّ المومنین حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا

بیگم دلدار صابر کراچی

میرے لیے یہ پہلا موقعہ نہایت خوشی کا باعث ہے کہ مَیں ایک دینی رسالے کی وساطت سے اپنی بہنوں سے ہمکلام ہو رہی ہوں۔ اور یہ خوشی اس لحاظ سے مزید باعثِ اطمینان ہے کہ دینی رسائل میں خواتین کے صفحات محض جذباتی اور بے بنیاد نعروں پر مشتمل نہیں ہوتے بلکہ ان میں خواتین کے حقیقی مقام کو اجاگر کیا جاتا ہے۔

اسلام نے خواتین کو جو مقام دیا ہے اور دورِ جہالت میں کئے جانے والے غیر منصفانہ طرزِ عمل سے نجات دلائی، وہ نسوانی تاریخ کا ایک روشن باب ہے اور اس موضوع پر انشاء اللہ پھر کبھی تفصیل کے ساتھ بحث کی جائے گی۔

آج مَیں اسلام کی تاریخ میں خواتین اسلام کے تابندہ کردار کی ایک جھلک پیش کروں گی۔ جو یقیناً ہمارے لیے مشعلِ راہ ہے۔ تاریخِ اسلام میں ہمیں ہر مقام پر اسلام کی عظمت و سربلندی میں خواتین کی نمایاں جد و جہد نظر آتی ہے۔ اور تقسیمِ فطرت کے مطابق اگر مردِ میدان جنگ میں تیر و سناں کے آگے سینہ سپر نظر آئے اور قوتِ بازو کے جوہر دکھلاتے نظر آتے ہیں تو اسلامی فوج کے زخمیوں کی مرہم پٹی اور دیگر ضروری خدمات میں اسلامی خواتین کا دستہ بھی سرگرمِ عمل نظر آتا ہے!

حقیقت یہ ہے کہ اسلامی عظمت کا سہرا جہاں اُن عظیم مجاہدین اور سپہ سالاروں کے سر ہے جنہوں نے دشمنانِ اسلام کی بڑی بڑی فوجوں کے رُخ پھیر دئے اور صحراؤں اور سمندروں میں اسلامی رفعت کے لیے اپنی زندگیاں گذار دیں اور اسی عظیم اور مقدس کام میں اپنی زندگی وار دی وہاں ان خواتین کو کسی صورت نظرانداز نہیں کیا جا سکتا جن کی آغوش اسلام کے نونہالوں کے لیے ایک عظیم تربیت گاہ تھی۔ جنہوں نے اپنے بچوں کو اسلام سربلندی پر تیار کیا۔ اور وقت آنے پر اُنسے کے تربیت یافتہ یہ نونہال وقت کے عظیم مجاہدین میں شمار ہوئے اور انہوں نے وہ کردار ادا کیا کہ آج دنیائے اسلام ان کے کارناموں پر فخر کرتی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے بعد ایک مسلمان کے لیے کوئی شخصیت یا مال و منال حضورؐ سے بڑھ کر محبوب نہیں ہو سکتا۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَ وَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ۔ (الحدیث) کہ تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک (کامل) مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ مَیں اسے اس کے والد، اولاد اور ساری دنیا سے زیادہ عزیز و محبوب نہ ہوں۔

ایمان کا تقاضا بھی یہی ہے کہ نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کسی سے بھی محبت نہ ہو اور اس کا حقیقی مشاہدہ ایسے موقعہ پر ہوتا ہے جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور مذکورہ چیزوں میں سے کسی کی محبت کا مقابلہ آ جائے۔ ایسے وقت میں ایک مومن کی حیثیت سے ہمیں کس کو ترجیح دینی ہے اور کس کو چھوڑنا ہے؟ یہ ایک ایسا سوال ہے جس کا جواب ہمیں زبان سے نہیں اپنے عمل سے دینا ہے۔ ہماری موجودہ پستی اور دین سے دوری کا سب سے بڑا سبب ہی یہی ہے کہ ہم نام تو حضورؐ کی محبت کا لیتے ہیں اور عشقِ رسولؐ کا دعویٰ ہر وقت ہماری نوکِ زبان پر ہوتا ہے لیکن جب حضورؐ کی محبت کے مقابلے میں اولاد کی محبت آتی ہے تو ہم اولاد کے سامنے جھک جاتے ہیں۔ اگر حضورؐ کے عمل کے مقابلے میں معاشرے کی ناپائیدار اور بے حقیقت قدریں آتی ہیں تو ہم معاشرے کو

(باقی [illegible] پر)

خدا کے احکام چاہتے ہیں، نبیؐ کے فرمان چاہتے ہیں

سید امین گیلانی شیخوپورہ

قسم خدا کی نہ مال و دولت، نہ ساز و سامان چاہتے ہیں
خدا کے بندو! ہم اس وطن میں نفاذِ قرآن چاہتے ہیں
یہاں ہو صدیقؓ کی صداقت، یہاں ہو فاروقؓ کی عدالت
یہاں علیؓ کی بہادری ہو، غناءِ عثمانؓ چاہتے ہیں
شراب خانے قمار خانے، یہ بد معاشی کے کارخانے
تباہ و برباد چاہتے ہیں، خراب و ویران چاہتے ہیں
یہ ساز و نغمہ، یہ رقص و مستی، یہی ہے وجۂ زوال و پستی
سب ایسے فسق و فجور کا ہم، یہاں سے فقدان چاہتے ہیں
ہمارے بیٹے جو ہوں بہادر، تو بیٹیاں ہوں حیا کی پیکر!
معاشرہ جن سے ہو مثالی، ہم ایسے انسان چاہتے ہیں
وہ جن کے باعث ہمارے اسلاف، تھے معزّز زمانے بھر میں
وہ شرم و اخلاق چاہتے ہیں، وہ دین و ایمان چاہتے ہیں
ہمیں جو جینے کے گُر بتائے، ہمیں جو انسانیت سکھائے
ہم ایسی تعلیم چاہتے ہیں، وہ علم و عرفان چاہتے ہیں
جو راہِ حق پر ہمیں چلائے، جو ظلم و شر سے ہمیں بچائے
ہمیں ہے اس راہبر کی خواہش، ہم ایسا سلطان چاہتے ہیں
یہ سازشیں ہم نہ چلنے دیں گے، یہ کوششیں ہم نہ پھلنے دیں گے
بڑی ہلاکت ہے اے مسلماں! جو یہ شیطان چاہتے ہیں
تمہیں بتاؤں کہ ڈھا رہے ہیں، یہ کیوں حصارِ کتاب و سنّت!
یہ اپنے کھُل کھیلنے کی خاطر، وسیع میدان چاہتے ہیں
اس لیے ہے عتاب ہم پر، یہی ہماری خطا ہے ظالم!
خدا کے احکام چاہتے ہیں، نبیؐ کے فرمان چاہتے ہیں
جو ہو شریعت کی حاکمیت، اسی وطن میں ہو امن و راحت
ہم ایسا آئین چاہتے ہیں، ہم ایسا اعلان چاہتے ہیں!

ایڈیٹر کی ڈاک

نظام العلماء صوبہ پنجاب کی مجلس عاملہ کا ایک اہم اجلاس ۱۵ ستمبر ۸۴ء بروز ہفتہ جامع مسجد انوری سنت پورہ فیصل آباد میں حضرت مولانا محمد شریف وٹو مدظلہ العالی کی زیر صدارت منعقد ہوا جس میں صوبائی نظام شریعت کنونشن کے انتظامات، اور دیگر اہم امور پر غور و خوض کے بعد درج ذیل فیصلے کئے گئے۔ اجلاس میں طے کیا گیا کہ صوبائی نظام شریعت کنونشن ۱۰ر اکتوبر ۸۴ء بروز بدھ بخاری مسجد جناح کالونی فیصل آباد میں ہوگا۔ پروگرام کی ترتیب درج ذیل ہوگی۔

۱۔ صبح دس بجے صوبائی مجلس عمومی کا اجلاس ہوگا جس میں صوبائی عہدہ داروں کا انتخاب عمل میں لایا جائے گا۔ اور آئندہ پروگرام کا تعین کیا جائے گا۔

۲۔ ظہر کی نماز کے بعد دوسری نشست ہوگی۔

۳۔ تیسری نشست رات کو عشاء کے بعد منعقد ہوگی۔

ان نشستوں سے حضرت الامیر مولانا محمد عبد اللہ درخواستی دامت برکاتہم اور دیگر مرکزی اور صوبائی راہنما خطاب کریں گے۔ انشاء اللہ العزیز پنجاب کے علاوہ دوسرے صوبوں کے سرکردہ رعماء بھی خطاب کریں گے۔

اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ جمعیۃ کے صوبائی اور مرکزی راہنما مندرجہ ذیل پروگرام کے مطابق صوبہ کے مختلف حصوں کا دورہ کریں گے اور ضلعی تنظیموں کے انتخابات مکمل کرانے کے علاوہ کنونشن کے سلسلہ میں جماعتی احباب کے ساتھ ضروری امور پر بات چیت کریں گے اور مقامی و ضلعی تنظیموں کی کارکردگی کا جائزہ لیں گے۔

۱۔ مولانا شبیر احمد شاد صوبائی سیکرٹری اطلاعات بہاولپور ڈویژن۔

۲۔ زاہد الراشدی ملتان ڈویژن۔

۳۔ مولانا محمد رمضان ناظم مرکزیہ و مولانا عبد اللطیف لاہور ڈویژن و گوجرانوالہ ڈویژن۔

۴۔ مولانا حامد علی رحمانی راولپنڈی ڈویژن۔

۵۔ مولانا حکیم محمد لیسین و مولانا نصیر الدین نقشبندی سرگودھا ڈویژن و فیصل آباد ڈویژن۔

۶۔ مولانا عبد الرؤف ربانی ڈیرہ غازیخان ڈویژن۔

یہ حضرات ضلعی راہنماؤں سے مل کر ضلعی عہدہ داروں کے نام و پتے حاصل کریں گے اور اگر انتخابات نہیں ہوئے تو اپنی نگرانی میں انتخابات کرائیں گے اور صوبائی کنونشن کے لئے علماء و کارکنوں کو تیار کریں گے ان حضرات سے کہا گیا ہے کہ وہ اپنا کام ۵ر اکتوبر تک بہر حال مکمل کر لیں اور مجلس استقبالیہ کے صدر کو رپورٹ کریں۔

اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ پنجاب کے تمام اضلاع سے صوبائی کنونشن اور دیگر جماعتی اخراجات کے لئے فی ضلع کم از کم ایک ہزار روپے وصول کئے جائیں گے اضلاع یہ تنظیمیں فوری طور پر یہ رقم صدر استقبالیہ مولانا عزیز الرحمٰن انوری مسجد انوری فیصل آباد کو پہنچا دیں یا دورہ پر آنے والے راہنماؤں کو ضلع کی جماعت سے یا دو چار مخیر دوستوں سے دورہ کے وقت یہ رقم دلوا دیں۔

اجلاس میں تمام اضلاع کی تنظیموں کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ اپنے اپنے ضلع سے علماء اور کارکنوں کو صوبائی کنونشن میں شرکت کے لئے

پوری محنت کے ساتھ تیار کریں۔ ضلعی عہدہ دار ضلع کا دورہ کریں، اخبارات میں اس کے بارے میں بیانات اور خبریں جاری کریں اور اپنی تقاریر و بیانات میں جماعتی مقاصد کا اہمیت کے ساتھ ذکر یں۔ اجلاس میں ایک قرار داد کے ذریعہ حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ ۱۹۷۳ء کے آئین کو بلاتاخیر بحال کیا جائے۔ جمہوری عمل بحال کیا جائے، سنسر شپ اور اظہار رائے پر عائد پابندیاں ختم کی جائیں اور ۱۹۷۳ء کے آئین کے تحت جماعتی بنیادوں پر آزادانہ انتخابات کرائے جائیں۔ ایک اور قرار داد میں وفاقی سیکرٹری اطلاعات لفٹیننٹ جنرل مجیب الرحمٰن کے اس بیان کی مذمت کی گئی کہ قرآن و سنت کی تعبیر و تشریح میں حکومت کی رائے کو حتمی قرار دیا جائے کیونکہ حکومت کے پاس تحقیق کے وسائل زیادہ ہیں قرار داد میں اس بیان کو گمراہ کن قرار دیتے ہوئے کہا گیا کہ قرآن و سنت کی تعبیر و تشریح کا حق مسلمہ اصولوں کے مطابق اہل علم و اجتہاد

ایک قرار داد میں قادیانیوں کے بارے میں صدارتی آرڈیننس پر عملدر آمد اور کلیدی آسامیوں سے قادیانیوں کو الگ کرنے کا مطالبہ کیا گیا اور ساہیوال کے چوہدری نعمت اللہ شہید کے قاتلوں اور چنیوٹ کے صوفی محمد رمضان کو اغوا کرنے والوں کو گرفتار کرنے کا مطالبہ کیا گیا ایک قرار داد میں قادیانیوں کی حمایت میں بے نظیر بھٹو اور ایم۔ آر۔ ڈی کے دیگر لیڈروں کے بیانات کی مذمت کرتے ہوئے انہیں دینی حمیت کے منافی قرار دیا گیا۔ ایک اور قرار داد میں اغوا، قتل، ڈکیتی اور غنڈہ گردی کے واقعات میں مسلسل اضافہ پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے امن عامہ کے قیام کے لئے ٹھوس بنیادوں پر اقدامات کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔

تمام ضلعی جمعیتوں سے گذارش ہے کہ ان فیصلوں پر فوری عملدر آمد کریں دورہ کرنے والے تمام راہنماؤں سے مکمل تعاون کریں اور ضلع کی تازہ ترین صورت حال سے بذریعہ خط آگاہ کریں۔

ناظم عمومی نظام العلماء پاکستان

صوبہ پنجاب

۳۱ر اگست ۱۹۸۴ء

محترم مولانا زر ولی خان صاحب

السلام علیکم۔ آپ کا تحریر کردہ مؤقر مضمون بعنوان "انڈہ حلال ہے" ۱۷ر اگست ۸۴ء کے خدام الدین میں نظر سے گذرا۔ یہ سیر حاصل تحریر پڑھ کر دل کو یک گونہ سکون حاصل ہوا وسوسوں اور فتنوں کے رد کے لئے جس قسم کے بروقت اقدام کی ضرورت ہوتی ہے وہ آپ نے پورا کر دیا ہے۔ اور خوبی یہ نظر آئی کہ یہ مضمون دلیل کی بنیاد پر ہے نہ کہ "ضد برائے ضد" پر۔ انشاء اللہ اس سے قارئین کو انشراح صدر ہوگا۔ اس بارے میں مجھے کچھ عرض کرنا ہے۔

آپ نے ایک بنیادی فقہی اصول تحریر فرمایا ہے کہ "شریعت اسلامیہ کی روشنی میں مسائل کا اثبات یا نفی اس فن (یعنی طب) پر ہرگز موقوف نہیں"۔ لیکن اس کے باوجود آپ نے (دو احادیث سے حلت ثابت کرنے کے بعد بھی) طب کی کتاب "القانون" میں دی گئی خصوصیات کو دلیل کے طور پر شامل کر دیا ہے۔ اس طرح بات وہیں آپہنچی جہاں سے چلی تھی۔

عرض یہ ہے کہ انڈہ کی حلت کے سلسلے میں یا حکماء کے بیان کردہ ذاتی تجربات و طبی محاسن کا ذکر نہ فرمایئے کیونکہ ـــــ

۱۔ اس سے دلیل کی بنیاد بر قرآن وحدیث متزلزل ہوگئی ہے۔

۲۔ قدیم طبی کتب میں دئے گئے طبی فوائد کی اب سند اور معنویت نہیں رہی۔

چونکہ علم الابدان ایک مسلسل اور اکتسابی علم ہے اس لئے زمانہ قدیم کے کئی مشاہدات و تجربات غلط ثابت ہوئے ہیں اور اس دوران ہزارہا نئے فوائد و نقصانات کا علم ہوا ہے۔ اس سلسلے میں صحیح مستند اور تازہ ترین معلومات کے لئے میڈیکل کالج کے پروفیسر آف فزیالوجی (علم الافعال) اور پروفیسر آف نارماکالوجی (علم الادویات) سے رابطہ قائم کیا جا سکتا ہے۔

(باقی ص ۲۶ پر)

تعارف و تبصرہ

تبصرہ کے لئے ہر کتاب کی دو جلدیں دفتر میں ضرور بھیجئے ـــــ مدیر

نام کتاب: سنۃ الانبیاء علیہم السلام

تصنیف: حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب مدظلہ العالی

شائع کردہ: دارالارشاد۔ اٹک شہر

قیمت: تین روپے

حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب مدظلہ العالی کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز ہیں۔ آپ نے بہت سی کتابیں تصنیف کی ہیں۔ جن سے ہزاروں لوگ استفادہ کر رہے ہیں۔

زیر نظر رسالہ "سنۃ الانبیاء" جسے مقبولیت کی مانگ کے پیش نظر تیسری بار شائع کیا گیا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ اس مفید رسالے کو خاص و عام نے پسند کیا ہے۔ آج کے دور میں ناہنجار لوگوں نے دینی اقدار کی بھی من گھڑت تعبیرات شروع کر دی ہیں۔ اور اسی طرح بعض افسانے اور غیر حقیقی باتیں انتہائی ضعیف راویوں کے حوالوں سے انبیاء علیہم السلام سے منسوب کی جا رہی ہیں۔ اس رسالہ میں نہایت مختصر اور مدلل طریقہ سے دینی اقدار اور سنۃ الانبیاء علیہم السلام کا مؤثر دفاع کیا گیا ہے۔ ہر قاری کو اس سے ضرور استفادہ کرنا چاہیئے۔

نام کتاب: علماء دیوبند اور مشائخ پنجاب

مصنف: مولانا محمد عبداللہ صاحب

ملنے کا پتہ: درج نہیں

قیمت: -/۳ روپے

برصغیر پاک و ہند میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے تحفظ اور انگریز کی دو سو سالہ حکومت کا بوریہ بستر گول کرنے میں جو کردار ادا علماء حق نے ادا کیا ہے۔ تاریخ عالم آج بھی اسے اپنے ماتھے کا جھومر سمجھتی ہے۔ ان علماء اکابر نے محنت خلوص، للہیت سے دین کی تبلیغ کا فریضہ انجام دیا ہے اور اس راستے میں جو مصائب اور تکالیف آئیں۔ انہیں خندہ پیشانی سے قبول کیا اور ان اکابر کو مشکلات کے جن دشوار گذار راستوں سے گذرنا پڑا ان کے بیان سے زبان لرزتی ہے اور قلم لکھنے کی سکت نہیں رکھتا۔

افسوس کا مقام یہ ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے کبھی اور کسی دور میں بھی انگلی تک نہیں کٹوائی وہ آج غلط ملط طریقے سے ان اکابرین کو صرف اور صرف اپنے کھاتے میں ڈال کر سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ کر رہے ہیں۔ حالانکہ یہ اکابر سب مسلمانوں کے مشترکہ وارث تھے۔ ہمارے چاروں مسالک فقہیہ حنفیہ، مالکیہ، شافعیہ اور حنبلیہ برحق ہیں۔ ان میں اگرچہ فروعی اختلافات نظر آتے ہیں لیکن ان کی اصل اور بنیاد ایک ہے اور ان سب کا مرکز و محور سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک ہے۔

مسلم معاشرے کو آج جتنا نقصان فرقہ واریت سے پہنچا ہے کسی اور چیز سے نہیں پہنچا۔ اور اس فضا کو بہتر بنانے میں علما کرام بہت بہتر کردار ادا کر سکتے ہیں۔

اللہ بھلا کرے حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب مدظلہ کا جو حقیقتاً ایک مستند عالم باعمل ہیں کہ انہوں نے زیر نظر رسالہ "علماء دیوبند اور مشائخ پنجاب" لکھ کر

مسلمانوں کے باہمی اختلاف کو ختم کرنے یا کم سے کم کرنے میں نہایت اہم کردار ادا کیا ہے۔ اور نہایت اعلیٰ اور منفرد انداز میں علماء دیوبند اور علماء بریلی کے اکابر کے آپس میں باہمی ادب و احترام کو مثالوں سے مؤثر انداز میں تحریر فرمایا ہے

ترسٹھ صفحات اور خوبصورت کاغذ، کتابت اور طباعت پر مشتمل یہ رسالہ انتہائی ارزاں قیمت پر مہیا کیا ہے۔ ہر ساتھی اور خصوصاً تمام مسلمانوں کو اس کا مطالعہ ضرور کرنا چاہئے۔

نام کتاب: راہِ سعادت مع عطیہ چشم بعد از مرگ
ترجمہ و ترتیب: حافظ عبدالرحمٰن نعیم
قیمت: ۸/۵۰ روپے صرف
ملنے کے پتے: (۱) جامع مسجد رحمانیہ اہلحدیث باغبانپورہ
(۲) سبحانی اکیڈمی ۱۹۔اردو بازار لاہور

زیر نظر کتاب عربی کتابچے بنام حُسْنُ الْاِفَادَۃِ اِلیٰ طَرِیْقِ السَّعَادَۃِ کا اردو ترجمہ ہے جس کے مؤلف الشیخ عبداللہ سلیمان بن حمید رئیس ھیئات القصیم (بریدہ) ہیں۔ اس کتابچے میں اُن امور کی طرف توجہ دلائی گئی ہے جنہیں آج مسلمان یکسر نظر انداز کرنے کے باوصف ایسے سمجھتے ہیں جیسے کوئی حرج نہیں یہ مسائل دیکھنے میں اگرچہ چھوٹے لیکن اعمال کے ترازو میں بڑے وزنی ہیں۔

اس کتابچے میں جن امور کی طرف توجہ دلائی گئی ہے ان میں سے چند ایک یہ ہیں۔ ریڈیو سننے کا شرعی حکم، تصاویر کا شرعی حکم، داڑھی مونڈنے سے متعلق شرعی حکم، ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانا، تمباکو نوشی کی حرمت، عورتوں کا زیب و زینت کے ساتھ باہر نکلنا، پردہ کے فوائد وغیرہ۔ یہ ایسے امور ہیں جن کی طرف خصوصی توجہ کی ضرورت ہے۔ مؤلف نے نہایت سہل طریق سے قرآن و حدیث کی روشنی میں ان کا جائزہ لیا ہے اور مترجم نے کمال دیانتداری اور محنت سے اسے قارئین تک پہنچایا ہے۔

زیر نظر کتابچہ میں ایک عنوان عطیہ چشم بعد از مرگ بھی اہمیت کا حامل ہے سوئے قسمت آج مسلمانوں میں خلافِ شریعت عمل عین شریعت سمجھے جانے لگے ہیں۔ مرنے کے بعد آنکھوں کا عطیہ کسی دوسرے کے لئے دینا قطعاً ناجائز ہے۔ مؤلف نے اس دَور کے تمام جید علماء کرام کی آراء کو اس میں شامل فرما کر کتابچہ کو قیمتی بنا دیا ہے۔ قارئین کرام کو یہ کتابچہ ضروری مطالعہ کرنا چاہئے۔

بقیہ: مظلوم مسلمانانِ عالم

موضوع پر وعظ تقاریر کر کے اس خدمت کے لئے لوگوں کے نام طلب کرے۔ اور رفتہ رفتہ انشاء اللہ یہ کمیٹی وجود میں آجائے گی اگر اس میں خیر ہو تو مجھے اور ہم سب کو اس میں حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ اگر شر ہو تو محفوظ فرمائے۔

بقیہ: ایڈیٹر کی ڈاک

یہ جان کر بھی خوشی ہوئی کہ اس سلسلے میں آپ ایک مستقل رسالہ بھی تحریر فرمانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ امید رکھتا ہوں کہ آپ میری معروضات کو پیش نظر رکھیں گے۔

والسلام مخلص شکور

الحاج شیخ محمد اسمٰعیل صاحب کلاتھ ہاؤس بھلوال کی اہلیہ کی وفات حسرت آیات پر دارالعلوم عربیہ خضریہ بھیرہ میں ایصال ثواب کے لئے ختم قرآن مجید اور ختم کلمہ طیبہ کیا گیا۔ دارالعلوم عربیہ خضریہ کے مہتمم مولانا جلال الدین نے مرحومہ مغفورہ کے لئے دعائے مغفرت فرمائی اور فرمایا کہ مرحومہ و مغفورہ بہت نیک زاہدہ عابدہ عورت تھی۔ اللہ تعالےٰ ان کی بال بال مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ ترین مقام نصیب فرمائے اور مرحومہ کے فرزندان الحاج عبدالسلام، الحاج سبحان، الحاج عبدالمنان، الحاج محمد اکرم محمد اسلم سے تعزیت کی۔

شریکِ غم
انتظار حسین اسعد قادری
